(٦٥)

پیری میں بھی بلا کی گرمیِ حس سمجھتا ہوں میں

رنگینیِ گلزار تنفس سمجھتا ہوں میں

کیا مجھ کو ورا راہ ہے "مسرّت" "ناز"

ز رنگینیِ بہشت سمجھتا ہوں میں ایا

(٦٦)

واعظ یہ مرے عرشِ معلّیٰ بھی سمائی

خورشید کی انجمن میں یا ذرہ بھی سمائی

حوریں یا حاضر ہوں کہیں ہجر کے لیے

اچھا حاضر کرو یہ تقویٰ ہی سہی

شعلہ و شبنم

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی
اس مجموعہ میں حضرت جوش کی سیاسی، مذہبی
ادبی، انقلابی کلام کا انتخاب اور مسلسل اور
مسلسل غزلیں درج ہیں۔ قیمت مجلد تین روپیہ

مکتبہ اردو دہلی

نقش و نگار

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی
اس مجموعہ میں حضرت جوش کی رباعیاں اور
منتخب نظمیں ہیں۔ قیمت مجلد عا

مکتبہ اردو دہلی

فکر و نشاط

از شاعر انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی
اس مجموعہ میں حضرت جوش کی وہ نظمیں ہیں جو
ذہن پر نقش اور مطالعہ و مشاہدہ پیش کرتی ہیں۔
قیمت مجلد عہ

مکتبہ اردو دہلی

(٦٥)

تیری مجلس کی آرزو جس سے چھٹا ہوا ہوں میں
سمجھ بہشت کو اک قفس سے چھٹا ہوا ہوں میں

کیا مجھکو دور اسباب سے سر ناز ناز
بے سر و برگ کے سبب سے چھٹا ہوا ہوں میں

(٦٦)

قدموں پہ مرے عرش معلیٰ بھی جھکا سی
خود شیشہ کی انجمن میں یہ ذرہ بھی کا سی

حوریں جا ضربیوں ابھی تک جب سے کیے
اچھا جا ضرب کرو یہ تقوی کا بھی ہی

(۵۷)

ہر شاخ چمن سے کیا کیا برگ و ثمر آئے ہیں

کچھ ایسے بہارِ قدرت کے لطف آئے ہیں

یہ خاکِ گلستاں سے ہیں پیدا وہ جاں پرور آب

جو برگ و ثمر بن کے ابھر کے آئے ہیں

---

(۵۸)

شاعر کا ہے دربار زر و گوہر سے

آتی ہے تو مستیوں سے دامن بھر کے

تیری ہی لیے خواہش ہے تو آئے روحِ جہاں

آ ادب سے جھک کر سجدہ کر کے

(۶۳)

موسم سے جُدا ہے زندگانی تیری
جنگل میں بھی خشک ہے کہانی تیری
جاڑے کی تپش میں بیتیں کئی بہاریں اے مجنوں
سن خوابِ گراں میں ہے جوانی تیری

(۶۴)

بیری کی ادری عقل سے حماقت بہتر
دھوکے کی محبت سے عداوت بہتر
شیطان و ابوجہل کی عظمت کی قسم
تو بارِ غلامی سے بغاوت بہتر

(۵۳)

بہ راہ ہیں اک شورش بے احتیاطی سے

بہ گام ہر اک جشن ہے عشرت سے

فضا یہ کس کی جب سے وہ نصیب سے توبہ توبہ

سماں ایسا ہے اچھل کود سے وہ دولت سے

---

(۵۴)

چھیڑ ان کی ہیں گو شباب کا ہاتھ ہے

یہ عہد ہے کلیسا ہے کا ہاتھ ہے

ہم کھول سکے تمام رات [illegible]

اودھ صبح کر آ رہے ب کا ہاتھ ہے

(۴۹)

دنیا محدود، کارِ دنیا محدود
دریا محدود، موجِ دریا محدود
ہاں جنت ہے محدود، اگر دل سے طفیل
پر آن ہستی ہے مری لا محدود

(۵۰)

اسرار کا عقل میں نہ آنا دیکھو
ہنگامۂ تنوع سب کا آنا دیکھو
مشغول مباحثہ ہیں پیرانِ کہن
بچوں کا کھلونوں کا بنانا دیکھو

(۵۹)

سکھی جو تیرے سب آئے اگر جا بجائے جوں

دل سے جو تو گلے لگا بیں سنو جا بجائے جوں

ستم نین تری راہ میں جال بچھا کر

ستم نین گر یکا کر گزر جائے جوں

(۶۰)

اپنی یاد سے سب تو در کرتا ہوں میں

سب جراتیں بڑی طور کرتا ہوں میں

بندے امیر سے ناز شاعری سے بنا کر

اللہ سے بھی غرض دور کرتا ہوں میں

(۱۵)

بہار عمر بہ بوس نہ بوس کسب کہ صبر آمد

بہ در زمان کجا کہ ز ابر افشانند

بہ شیاراں کہ رکاب بہ جاناں بہ

صدا از فسرتہ بہ شعبان و دیدہ ز جاں

(۱۶)

مرے بینی کہ تا کہ مریم مجالس بہ بینی بہم

بیاتت بہ بہ کہ عالم بہ بینی بیا کہ بیا کہ

سخنی کے بہ نہیں بیں ایں ایک ستہ آگاہ

الفاظ سے بہ طور دستور سے بیٹ بیں

(۵۷)

بہ شاخِ چمن ہیں کیا بارِ برگ و ثمر آ گئے ہیں
کچھ ایسے ہاتھ سے ہدایت کے اثر آ گئے ہیں
یہ خاکِ گلستاں سے ہیں یا وہ جان پہ دوراب
جو برگ و ثمر بن کے ادھر سے آ گئے ہیں

(۵۸)

ثنا عمر کا ہے دربار زر و گوہر سے
آرائش ہے تو نقشوں سے دامن بھر سے
تیری ہی بہ قدر بخشش ہے آئینہ روحِ جہاں
آ ادابِ عجز دور سے سجدہ کر لے

(۱۰۲)

بیگانۂ ابتدا نہیں ہوں شاید
ناواقفِ انتہا نہیں ہوں شاید
ہوں طولِ حیات کی تمنا مجبور
اتنا ابھی بے حیا نہیں ہوں شاید

(۱۰۳)

مرضی ہو تو شعلوں پہ چڑھانا پارا
سو بار جنوں میں جلانا پارا
معشوق کہیں سے ایسا پیارا بن کر
ناچیز کو جو دل نہ دکھانا پارا

(۵۵)

قبروں سے اُبل رہے ہیں غم کے سوتے
مرنے والے نہ کاش پیدا ہوتے
پیچھے بن پڑا تو سو گئے آخر کار
آرام کی آرزو میں روتے روتے

(۵۶)

صد شکر کہ آ گئے شہابی جاڑے
کلیوں میں بسے ہوئے حجابی جاڑے
پیتی پیتی رضائیوں کے قابل
ہائے پھیلے چھنک، گلابی جاڑے

(۲۷)

ڈر ہے کہ نہ تیغ زندگانی ہو جائے
شیدائے الم بے ثبات و فانی ہو جائے
ہاں یار عزیز سے خدارا ہشیار
کیا جانیے کل عدوئے جانی ہو جائے

(۲۸)

ارمان ہیں جس دل میں وہ آباد نہیں
شادی کی جگہ ہیں سب وہ ناشاد نہیں
ہر بند گراں کو قید زنداں باوصف
اتنا بھی غلام ہے وہ آزاد نہیں

(۵۳)

بہار آئی ہے اک شورش ہے بے اختیاری سے
بہ ہنگام بہار اک حشر ہے عشرت سرائی سے
نمایاں ہیں کئی جذبات و جذبیں سے زیبائیہ
سماری کا یہ اچھیل کو دے دے دولت ساری سے

(۵۴)

چلی ان ادا کی ہیں گو شباب کا عالم ہے
پھر عہدیہ کا سماں ہے کا عالم ہے
آنکھوں سے تمام رات تارے ابلے
اور صبح کو آفتاب کا عالم ہے

(٣٣)

غلطاں ہیں جیسے شیشے میں ظلمتِ کائنات
ہستی کا فسانہ کہہ رہے ہیں ذرات
جو جسم ہیں ستاروں کے ہم سحر سخن
ماہ سعد ہوئے دل کے ساتھ جیسے کہ جگنو رات

(٣٤)

آتی ہے صبا چمن میں گانے کے لئے
ملنے کو زمیں، پھول اُگانے کے لئے
فیاض ادا کہ با عاقبت اندیش سخن
تیار ہی ہے پیکر بنانے کے لئے

(۳۱)

بہار آئی ہے کون گلستاں کالے دل
اندازہ لگا سکے ہیں ان کالے دل
کہتا ہے جسے "داغ" یہ قلب پر شکل ہیں
در اصل "تصور" ہے خزاں کالے دل

(۳۲)

جب رات کو چھوتے ہیں بادل کالے
ظلمت میں ٹپکتے ہیں دلوں کے چھالے
قرباں ترے اس وقت کی تاریکی میں
اللّٰہ تیرے دل کو چھونے والے!

(٢٩)

تحصیل کی وسعتیں عیاں واز ابتدا

کس طرح زبان ہو نہ حیران و تباہ؟

الفاظ از بسکہ دال و تمیز ہیں

جب وقت گزرتی ہے معانی کی سپاہ

---

(٣٠)

سمجھاؤں کس الفاظ میں تجھ کو یہ راز

اللہ رے تحریک وقت کا سوز و گداز

اس طرح چٹکتی ہیں چمن میں کلیاں

اطفال کی ہچکیوں کی جیسے آواز

(۳۹)

تخئیل کی وسعتیں عیاں وابتہ
کس طرح زبان ہو نہ حیران و تباہ
الفاظ ازل سے ڈال دیتے ہیں سپر
جب وسعت گزرتی ہے معانی کی سپاہ

(۴۰)

سمجھاؤں کس الفاظ میں تجھکو ہمراز
اللہ کے ذکر کے وقت کا سوز و گداز
اس طرح چہکتی ہیں چمن میں کلیاں
اطفال کی چہچہوں کی صبح آواز

(۴۵)

یہ چہرہ قسمت نہ دکھلائے کوئی

اے دل ایسی امید ابھی نہ لگائے کوئی

یعنی دنیا کا بنا ہے ناداں

داناؤں کو بھی لگالے لگائے کوئی

---

(۴۶)

اے عطر کے دریا میں بہانے والو

اے رمضان کے ناز اٹھانے والو

اسلام کے صحیفوں سے ہم تم جو ہیں

پیارا ہے اے عید ثنا نے دا ادا

(۳۷)

کیا وردن دا او جاپتا ہے سکرونی؟

تقدیر کو پایا بس اپنا ہے سکرونی؟

ہے کام سر پہ آئی ہے خفیف اک آواز

کیا زیر قدم سر اپنا ہے سکرونی؟

---

(۳۸)

کیا لطف ہے شبستاں میں اگر کھائیں بھی

پنہوں پہ تبسم کی سا آ پہ کھائیں بھی

ناگاہ کہ یہ صبح آ کے جب سر آ جھپ

کیا بات یہ چوپن اپنی کہ اپنا کھائیں بھی؟

(۱۳)

سب صحبتیں دل لگی سے ورنہ باطل ہیں
محشر سے آخر زندگی سے ورنہ باطل ہیں
اغیار کی دشمنی سے ورنہ کیا !
احباب کی دوستی سے ورنہ باطل ہیں

(۱۴)

صورت شمع ہے مرے حسب فطرت دلبر ہیں
قائل ہیں مرے کہ میری طبیعت دلبر ہیں
سمجھ ادراک بینی کی دشمنی سے جی لول ہیں
احباب جمع آگاہ احباب دلبر ہیں

(۲۵)

بیچارہ قسمت نہ دکھلا کے گئی

اے دل! اُمید اپنی لگا کے گئی

یعنی دنیا کی لگا کے نادان و نادان لے

داناؤں کو بھی کھلا کے گئی

(۲۶)

اے عورتو! دریا میں بہانے والو

ماہ رمضان کے تازہ کھانے والو

اسلام کے عمدہ اُصول کے تیئں مِٹا دوتیئں

پیارے اے عیدینا نے وا ا ہا

(١٧)

راز کون و مکاں کا محرم ہوں میں
بیتاب ہوں، بیچین ہوں، بیدم ہوں میں
مجھ میں پائے ہیں پرورش ارض و سما
گہوارۂ طفلک دو عالم ہوں میں

(١٨)

قائم ہے یہ طور، یہ ممکن ہی نہیں
باقی ہے یہ دور، یہ ممکن ہی نہیں
احسان کیا ہے آج جس پہ تو نے
کل وہ کرے غور، یہ ممکن ہی نہیں

(۴۳)

احباب کی یہ عزا جدائی افسوس

ہر غنچہ بدوش بدگمانی افسوس

چیں اور بنے عدو سے ارباب ادب!!

افسوس بجائے حسرت فانی افسوس

حضرت فانی بدایونی

(۴۴)

آئینہ بہ قلب کاش وصلول دم بھر

سب کا جانا گا باہوں اسد اول دم بھر

دے آتی لذت جمعیت خاطر یارب

کیسی ہی ملتی لذت بہ دوال دم بھر

(۱۳)

صفت سے تیری ہیں کل صفات میرے آگے
بے پردہ ہے حسن ذات میرے آگے
سب ہیں آب حیات میرے دیکھے
چھپ جاے کائنات میرے آگے

---

(۱۴)

یہ ارض ہی کچھ ہے نہ سما ہے واللہ
ہر چنگ و ترا یک ادا ہے واللہ
راتوں کو کبھی کبھی پہنچتا ہوں وہاں
بندہ ہی جہاں ہے نہ خدا ہے واللہ

(۴۱)

ورنا بھول ہیں

سب بوستاں کی دل لگی سے ورنا بھول ہیں

محشر سے انجمن زندگی سے ورنا بھول ہیں

اعیان کی ویتنی سے ورنا ہے سب کیا

احباب کی دوستی سے ورنا بھول ہیں

---

(۴۲)

وید ہیں

موج ہے بہتر سے حسب فطرت وید ہیں

قائل ہیں مری سے میری طبیعت وید ہیں

پہلی دو ردیف کی نیتی سے حق ایں ایں ہی

احباب سے بچ اکبر ادا ہیں ... وید ہیں

(۹)

افسردہ نہ بن آلودگی ذرا سا سے ہیں
مشتاق اگر اے دل دوستی حق ہی جانے ہیں
پیدا دل کی شان سے احباب ایک دنیا کوہی ہیں
پیدا دل کی فقط ہم آسیاہی ہی ہیں

(۱۰)

اب جوش لذات نفس ابھی سکی
اب دل سے سوا لذات نفس ابھی سکی
ہر سانس کے گلستاں ای سے وہ سب ہے
ہمدرد کہ بلاوت نہیں ابھی سکی

(۹)

انساں ہے بے پناہ اژدرا بھاگو
بھاگو اے اہل جنون و جوہرا بھاگو
یہ آگ ہے آگ پاؤں پیچھے رکھے ہی
لازم ہے کہ پاؤں سر پہ رکھ کر بھاگو

(۱۰)

ساونت ہوں کب کسی سے ڈرتا ہوں میں
دوزخ سے نہ زندگی سے ڈرتا ہوں میں
اس ظلمتِ دنیا و دنی کے باوصف
دنیا! ترے آدمی سے ڈرتا ہوں میں

(۵)

پچھا اوریں ورثہ سے تیز اسباب کی

ایکی جاپانی کلانہ مستقبل میں

ابا اس اٹھارا یا نہ الکھول اپنے

سستی تیہ گیا گری اور یہ ول آئیں

(۶)

حبا جتنب پیار ارا یو

دل گز رنگ کھی نیار ار بو

حیرال بہولر داغ تہیب وتیں تیری

سبتیں معنی کیا سر کرارا یوں

(۱۷)

رازِ کون و مکاں کا محرم ہوں یا میں
بیتاب ہوں، بے چین ہوں، بے دم ہوں یا میں
مجھ میں ہیں یا تجھ میں ہیں ترے ارض و سما
گہوارۂ طفلکِ دو عالم ہوں یا میں

(۱۸)

قائم ہے جو طور، یہ ممکن ہی نہیں
باقی ہے جو دور، یہ ممکن ہی نہیں
احسان کیا ہے آج جس پہ تو نے
کل وہ کرے جور، یہ ممکن ہی نہیں

(۱)

خود اپنی ہی قربان سے مشغول ہوں میں

جب تک ہے خود طلب وہ مقبول ہوں میں

خود اپنی ہی تیغ سے ہوا ہے جو شہید

اے اہل جہاں او وہ طرفہ مقتول ہوں میں

(۲)

سرِ آلام گلشن کی یاد آتی ہے

ویرانۂ چمن کی یاد آتی ہے

افسانۂ چمن سے قفس بلبل کا چہچہہ

اربابِ وطن کی یاد آتی ہے

(١٥)

یہ دبدبہ یہ جاہ یہ رواق، اللہ اللہ
سرکار کا یہ طرفہ طاق، اللہ اللہ
سکندر نہ ترا فریب کہ ہیں حیق
دنیا ترا طمطراق، اللہ اللہ

---

(١٦)

بانی نے جب اپنی دکھائی کیا کیا
تاریخ نے کی جلوہ نمائی کیا کیا
نکلا جو لعبت پیکرہ سلطاں کا جلوس
شاعر کی گدائی نے رسائی کیا کیا

مُتَفَرِّقَات

جھکتا ہوں کبھی ریگِ رواں کی جانب
اُڑتا ہوں کبھی کاہکشاں کی جانب
مجھ میں دو دل ہیں، اک تو مائل بہ زمیں
اور ایک کا رُخ ہے آسماں کی جانب

(مصنف)

(١٣)

صفت سب تیری ہیں کل صفات میرے آگے
یہ پتہ وہ ہے جس ذات میرے آگے
بے بس ہیں گر اے حیات میرے دیے
جھلک جائے کائنات میرے آگے

(١٤)

یہ ارض ہی کچھ ہے نہ سما ہے واللہ
ہر چیز و ترا ایک ادا ہے واللہ
انسان کو سمجھو یہ بیٹا ہوں وہاں
بندہ ہی کیا جہاں ہے نہ خدا ہے واللہ

(١٠٥)

بجز سے کاکل کے خم و پیچ میں الجھا ہوا ہیں

جو ہے حق میں سفینے کے کھیتا ہوا ہیں

جب وقت سخن ہاتھ میں آ جاتا ہے

نیچے کے زمین و دیکھ لیٹا ہوا ہیں

(١٠٦)

پیالوں پہ چھلکاری ہیں لعبتیں ساقی

پھولوں سے سپیکاری ہیں لعبتیں ساقی

اے جام کہ ہیں لب کے ترے خیرہ و شیشہ

رو رو کے کھلکاری ہیں لعبتیں ساقی

(۱۰۳)

پیمانے میں ہے بادۂ اسرار نواز
نغمے میں زمیں پیچ، آسماں پیچ آواز
پہلو میں پری، محمل پر ہما، ہے کی مستیِ شباب
اے میری شبِ بادہ تری عمر دراز

(۱۰۴)

اسرارِ زباں کھول رہے ہیں پیمانے
نشّہ کو مرے تول رہے ہیں پیمانے
اے نغمہ گرانِ بارگاہِ ساقی
جبریل ابھی بول رہے ہیں پیمانے

(١٠١)

دل کی جانب رجوع ہوتا ہوں میں
سر تا بہ قدم خضوع ہوتا ہوں میں
جب مہر جبیں غروب ہوتا ہے
پیمانہ طلب طلوع ہوتا ہوں میں

(١٠٢)

مستی لئے آ کے طور سے کیا نہیں
جب طرح کر دو روان ہوا نہیں
اب ایسی کیا ہے مشتری ایام
سعدی ہیں صبح گرد آوارہ منجی نہیں

(۱۰۱)

دل کی جانب رجوع ہوتا ہوں میں

سر تا قدم خضوع ہوتا ہوں میں

جب ہوا یہ شمس غروب ہوتا ہے

پھر یکایک طلوع ہوتا ہوں میں

(۱۰۲)

سنگ لگا کے بکھر گیا نہیں

جب طرح کہ روان ہو افسانہ نہیں

اصلح سکا ہو سب دل ایں

سعدی صبح کو آیا ہوں سنا نہیں

(۹۷)

کیا آج کی رات ہے، بہکی ہوئی رات
گاتی ہوئی چاندنی، بہکی ہوئی رات
ہاں اور پلا کہ بھیگ چلی ہے ندیم
بکھری ہوئی زلفوں سے مہکی ہوئی رات

(۹۸)

ہنگامۂ انوار الٰہی، دیکھو
گل رنگ ہے رات کی سیاہی، دیکھو
پہلو میں صنم ہے، اور پہلو میں صہبا
دیکھو، مستوں کی بادشاہی، دیکھو

(۹۹)

کل رات کو کیا جوش میں آیا ساقی
میرے شیون پہ گلشن آیا ساقی
ہیں نغمے جو کیا مقصد ہستی کیا ہے
ساغر چھلکا کے مسکرایا ساقی

(۱۰۰)

وحدت کو سمجھنا اگر ہے نیت ساقی
جنت کو درکار ہے حاجت ساقی
زاہد کی نماز ہو کہ رندوں کی شراب
دونوں کا مزا ہے با جماعت ساقی

(۹۳)

کل رات گئے مست تھی جب موجِ نسیم
شبنم میں نہا رہی تھی پھولوں کی شمیم
اک حور نے ساغر نکل کر دیکھا
پیہم [illegible] تشنۂ [illegible] ارباب تسلیم

(۹۴)

اُٹھ اور ایک نظر میں سیر کرا دے ساقی
یا آج یہ صنعت کہ تیر کرا دے ساقی
سکتے نہیں جب حیات تشنۂ حیات
اس تن بےجاں کو زندہ کرا دے ساقی

(۹۷)

کیا آج کی رات ہے، بہکتی ہوئی رات
گاتی ہوئی چاندنی، بہکتی ہوئی رات
ہاں اور پلا کہ بھیگنے پائے ندیم
بکھری ہوئی زلفوں سے مہکتی ہوئی رات

(۹۸)

ہنگامۂ انوار الٰہی دیکھو
گل رنگ ہے رات کی سیاہی، دیکھو
پہلو میں صنم ہے اور شیشے میں صہبا
دیکھو، مستوں کی بادشاہی، دیکھو

(۸۹)

یہ باعثِ عشق ہے جو تاریخِ صحیفِ نقشِ اوقات
ایک یہی ذرا سمجھ کے اپنا کرو ملاقات
لوح و قلم و کرسی و عرش و افلاک
اِس وقت کے لکھے ہوئے ہیں یا نہ ہوئے ثبات

(۹۰)

چھوٹی تاریک رات میرے دل میں
پیوست ہوئی حیات میرے دل میں
ساقی نے سبو سے اٹھایا جو حجاب
مستی کا سماں آیا میرے دل میں!!

سرمد

(٩٥)

جو اہلِ نظر ہیں یہاں کے یہیں ضمِ سرود
فیضانِ صبا سے گُل یہاں کے یہیں ضمِ سرو
جو زندہ دل ہیں یہاں کے اگر ہوں تو نہیں
البتہ کبھی کبھی یہاں کے یہیں ضمِ سرود

(٩٦)

کس رات کو کی نہ بادہ خواری ہم نے
کب کاکلِ عشرت نہ سنواری ہم نے
اب تاب نہ تو یہ رات جس کو پیش آیا
وہ غفلت ہی کے ساتھ یہیں گزاری ہم نے

(٨٥)

ضعیفوں سے گیرودار، توبہ، توبہ

انصاف کا خلفشار، توبہ، توبہ

انساں کی سرشت، اور قانونِ سزا!!

مجبور کا اختیار!! توبہ، توبہ

(٨٦)

شعلے ہیں یہ، طوفان، رطوبت، یا کچھ؟

خورشید کی انجمن میں ظلمت، یا کچھ؟

اس کا تو یقین ہے، اے جوانِ صالح!

احساسِ شکست سے لبادہ وحشت، یا کچھ؟

(٩٣)

کل رات گئے عیش کی جب چلی تیز نسیم
شیشے میں نہا رہی تھی پھولوں کی شمیم
آ جو نے لب آب جو نکل کر سے لب
نہیں اور جو تنگ آ کے پس زبانیں تیز

(٩٤)

اٹھ ایک نظر میں سیر کر لے ساقی
دل آئینہ صفت ہے تیز کر لے ساقی
کچھ بھی نہیں ہے جب حیات آتش حیات
اس شمع جاں کو تیز کر لے ساقی

(٨١)

آئی ہیں گھٹائیں نغمہ خوانی کر لے
تسکین لئے بیٹھے جوانی کر لے
دے بادہ کہ سیراب ہے ابرِ بہاری سے نوروز
پیالے ابر سے ہوئے پانی کر لے

(٨٢)

کیا جام و سبو ہیں شغل اے ساقی
اب مست ہے تیرا آب و گل اے ساقی
پیمانہ چھلکے ذرات تجھا کہ یہ شکلیں
آئی ہیں وصیر کہ ہو کے دل اے ساقی

(٩١)

پہ اُس شوخ صہبا پہ صہبا بہاری نگاہ
پہ زمزمہ پہ عربدہ پہ چشمِ سیاہ
کس ٹیک لوں میں دنیا میں تھا اور اب دنیا
خود میری گاہی پہ تیلی پہ ہے اللہ اللہ!!

(٩٢)

وہ رات کہ گر شراب و ترچھلنا ہے جائے
وہ چپکے پہ تیرا صبا کا چلنا ہے جائے
معشوقہ پہ پرزہ پہ زنجیر کا وہ وہ رہ وہ سر
ترکھیل کو۔۔۔ تتلیوں کے ٹلنا ہے جائے!!

(٧٩)

تو شوق سے بیک اری کجے پیغمبر ساقی
فانوس تاروں سے بیں بہ ہمہ ساقی
یاں جلبلا اوٹھا جام کر ابر نیساں
کر آن بیں ہے دیم دیم ساقی

(٨٠)

نالب بھی مرا طینہ غم ستّ
کر توجہ تا آسوں کی صو ستّ
زالہ کر آن ج سے لعو طا بہ سرا
کر قطرہ ہی بھیش سعد ہوں لغو ستّ

(۸۹)

یہ ساعتِ ہجر ہے تا صبحِ نشور اوقات
ایسے میں ذرا مجھ سے کوئی کرتا بات
لوح و قلم و کرسی و عرش و افلاک
اس وقت کھڑے ہوئے ہیں باندھے ہوئے ہاتھ

(۹۰)

چھوٹی تاریک رات میرے دل میں
پیوست ہوئی حیات میرے دل میں
ساقی نے سبو دے کے اٹھایا جو حجاب
سرمستی کا سماں آ گیا میرے دل میں!!

(سہرا)

یہ زربستہ سہرا ہے وہ سہرا کہ موتی کی لڑیاں ہیں
یہ پیارا کہ ارضی ہے سہرا کہ تارے کی لڑیاں ہیں
یہاں جابجا اچھا جام سہرا کہ یہ لڑیاں ہیں
کہ سہرا اس کی لڑیاں سہرا کہ موتی کی لڑیاں ہیں

(سہرا)

بہاروں سے اپنی ہیں پھولوں کھلانے ساقی
بہاروں میں باغ سے پھول لانے ساقی
سیکھو ہو اجکو دور نکالیں دو قصو
سہرا ہو اسکے دھول میں سب لانے ساقی

(۸۵)

کیا تیغ نے گلگوں کو نشاں نئی ترکیب
کیا پایا ہے گلگونہ میں جدا نئی ترکیب
وہ آتش و دوزخ سے ولایا ہے مخلّص
جو آگ سے کہوں چاہے میں پانی کی ترکیب

(۸۶)

معشوق کے رخ سے چاندنی ہے شیریں
پیاسا ہے ترا نقش سے پیہ دیں
پانے میں گھول دیے جو دوزخ کے جوہر مٹیت
معشوق پہ وارے سے جو دنیا و جو دیں

(۹۹)

ہستی کی جب آگ سے دل نے تپالی ساقی
گردن زہد و ورع کی نا پالی ساقی
دے بادہ ترا صلاح ہو ڈرتا کیوں ہے
انسان تو ہے خمیر کا پالی ساقی

(۱۰۰)

آدم کی سرشت کو خدا را ہیجان
مسجود یہ، اور جرم و خطا کا پشیمان!
حیرت ہے طرب یہ ہیں کہ مری جیب میں ہیں
انسان کی جانب سے ہزار دل قربان

(۸۵)

مجبور سے گیر و دار! توبہ، توبہ

انصاف کا خلفشار! توبہ، توبہ

انسان کی سرشت اور قانون سزا!!

مجبور کا احتساب!! توبہ، توبہ

(۸۶)

اے شعلہ! بس یہ طوفانِ رطوبت تا چند؟

خورشید کی انجمن میں ظلمت تا چند؟

اے کاہشِ زیست، اے بحرانِ صباح!

تا چند شکستگی سے لگاوٹ تا چند؟

(۶۵)

ہر آن جفا سے قلب تڑپ جاتا ہے
ہر بات پہ آسمان بپھر جاتا ہے
کرتا ہوں اُسے مالِ غنیمت میں شمار
جو لمحہ فراغت سے گزر جاتا ہے

(۶۶)

آیا تھا جو سامنے وہ عفریت گیا
میں ہارنے والا تھا مگر جیت گیا
یعنی اِس عالمِ فساد و شر میں
صد شکر کہ دن آج کا بھی بیت گیا

(۶۳)

دل کا کبھی بہ طرز دیگر وا ہے ساقی
تارا ہے کبھی اور کبھی بادہ ہے ساقی
وے بادہ کہ ہے اہل خرد کی منزل
مابین یقین و اشتباہ ہے ساقی

(۶۴)

اور دل کو بتاؤں کیا ہیں گھاتیں اپنی
خود کو بھی جتاتا نہیں باتیں اپنی
ہے باعث فوقیت ہے بال سر وقت
قدرت سے چھپا رہا ہوں راتیں اپنی

(۶۱)

میں اپنی آتش سوزِ نہانی کی قسم

جنگل میں بہاتے ہوئے پانی کی قسم

مہکائے نفس کو جوش الفت سے

بیتے ہوئے ایام جوانی کی قسم

(۶۲)

اے سہو کے جاہلو! خطا کے بندو!

اے حرص کے چاپلوسو! ہوا کے بندو!

تا چند نئے بیہودگیوں میں سرمست غفل؟

اب کبھی بنو خدا کے بندو!

(۶۱)

پی اک آتشِ تر، سوزِ نہانی کی قسم
جنگل میں برستے ہوئے پانی کی قسم
مہکائے نفس کو جوشِ بوئے مے سے
بوئے لبِ گلفام، جوانی کی قسم

(۶۲)

اے سہو کے حاملو! خطا کے بندو!
اے حرص کے حامیو! ہوا کے بندو!
تا چند بنے رہو گے یوں مرکبِ عقل؟
راکب بھی کبھی بنو خدا کے بندو!

(۵۷)

بہ عزم مرحلہ ... [illegible]

ساقی اٹھ ... [illegible]

... ساری ... [illegible]

اے ... والے ... [illegible]

(۵۸)

مکن بکار ... خرابات ... [illegible]

این ... [illegible]

... گل لب ... [illegible]

مکن بکار ... [illegible]

(۵۹)

کیا شرحِ کتابِ زہد و عصیاں کروں؟
اضداد کی توجیہ نمایاں کروں؟
کہتا ہے فقیہِ شہر، سب کچھ باطل!
کیا حق کے بھی چہرے کو عریاں کروں؟

(۶۰)

صہبا ہے سفینۂ دل کا لنگر ساقی
مینا ہے گلاب و رنگ کا گھر ساقی
قبل اس کے کہ ہو برہم نظامِ انفاس
بے وقفہ و عذر کہ ساغر لا دے ساقی

(٣٥)

زندگی میں پیاس نہیں ہے بجز گرمیٔ نگاہِ ساقی

فرقِ من و شان آن تاج کلاہِ ساقی

الٰہ کا نہیں ہے تعلق ہے جہاں

وان گرمیٔ اوامر و دلنوائیٔ ساقی

(٣٦)

کیا ستمگر شیفتہ کہ سکوں کا گلہ نہیں

ساقی انجامِ داد سکوں کا گلہ نہیں

سے جام کہ آتا بجنی نہیں ہے معلوم

کیا اور جی ناتشی سکوں کا گلہ نہیں

(٥٧)

[illegible]

ساقی [illegible]

[illegible]

اے [illegible]

(٥٨)

ممکن ہے کہ اب حسن خرابات نہ ہو

اس رات کے بعد پھر کوئی رات نہ ہو

ہمدم [illegible]

ممکن ہے کہ اب پھر کبھی ملاقات نہ ہو

(۴۹)

اجی ہم پر طرب کا وہ آزار سے کیوں ہو

یہاں تو دل لگی ہم کو ہمیشہ جی سے کیوں ہو

ہاں جنہیں تشنہ لبی پیش سال آئی

اگر دیتے ہو دل سے اور ارمانوں سے کیوں ہو

(۵۰)

اب ہم سے کبھی زیبائیں کہاں ہیں باقی

ہنگامے جو تری جا بجا اب ان میں باقی

ہم کو نہیں آرزو کے ایسے شباب

جا ہم میں تو اب ایک ان میں باقی

(۵۵)

یہ پھول کو سبو جام اٹھا لانے والے
یہ رنگ میں سبو انجمن بنانے والے
سیراب نشاط و جام سے گل بے شعور
اے عالم آب و گل میں لانے والے

(۵۶)

اٹھ، چھا گئے آسمان پہ بادل کالے
چل جھوم کے دریا کی طرف متوالے
قبل اس کے کہ گل نذر کرے پیکر آب
ساحل پہ ہواؤں کے تھپیڑے کھالے

(٨٥)

اس شہر میں اک ایسے بت کی قامت جو ادا نہیں

جیسا کہ سب کوئی ہے کہ ادا نہیں

سچ ہے کہ آنکھ میں سب کی وفا نہیں

پھر ظلم کی جا کیا رہا کہ ادا نہیں

(٨٦)

افسوس ہے اے عشق سے غافل و نہیں

دل بستہ تنگ سب دل ان و نہیں

کیا دیکھتا ہے سب نے ترا جی کی خلاف

اے سب سبک ان بنگ دل و نہیں

(۵۳)

رندی میں بپا نہیں ہے کج کلاہی ساقی
زیبِ تن درویشان اب کج کلاہی ساقی
اللہ کا بندہ ہے تعلق سے جہاں
واں گم ہیں اوامر و نواہی ساقی

---

(۵۴)

کیا لطف سفینہ کو سکوں کا نہیں
ساقی اسے بادہ سکوں کا نہیں
ہے جام کہ اتا ہی نہیں ہے معلوم
سر اور جبیں یاس سکوں کا نہیں

(۴۱)

پیچھا ہم سے تو دوں کا شتاب اے ساقی
سن ہو کے بہاراں کا رباب اے ساقی
دنیا کا تشنج ہے اور عقل سے آگہی
پیچھل شراب ہے شراب اے ساقی

(۴۲)

گھیرا و جو دے بیابان عرب تین
بے رحمی ہے روح عالم الحسین
ستا ہوں جو یا عقود ہنگام صبح
پہلی ہوں کے درمیان وطن بین

(۵۱)

ماں بابا جڑ دو سر سے آتا روندی اپنی

سیّو زور سے پیڑ پایا کے یار روندی اپنی

بیبا بیبا سمے کھاوا بیسو

بیکو بیکو بیشر ابیضوا روندی اپنی

(۵۲)

ہس ہس شان سے کپڑیا ہے بیچدا سیم پانی

کر دول پچ اڈرا ہے بیچ جسم پانی

بان نظر ہے بابال ابو نہیں قطعا پہ قسم اللہ

ہکشن بیا بین ابا بجہ جسم پانی

(۴۷)

جو جم کو نہ دیکھے وہ نظر دے ساقی
اک بار سے دل کے جام جم بھر دے ساقی
قاتل ہے کوئی تیز تر احساس لطیف
اس تیغ کی باڑھ تیز کر دے ساقی

(۴۸)

اچھی نہیں یہ دراز دستی خاموش
انصاف سے دیکھ اپنی پستی خاموش
یہ شور و شغب بادہ پرستی کے خلاف!
خاموش! ہوا عہد زبردستی خاموش!!

(۹۴)

[illegible] کا وہ گزرا [illegible] ہوئے

[illegible] دل [illegible] ہوئے

[illegible] ہوئے

[illegible] ہوئے

(۹۵)

[illegible] زنداں میں کہاں ہیں باقی

[illegible] تنگ [illegible] ہیں باقی

[illegible] آرزو [illegible] شب

[illegible] ہیں باقی

(۳۳)

تا چند نہ کر ساقی تشنہ میں حرکات
باغ کی طرف رواں ہے لیلائے حیات
کر اب ساقی گوہر کے تصدق اک ساجام
اب پاؤں رکاب میں ہے اور باگ پہ ہات

(۳۴)

ہے اوج ہی اوج پیش و پس پائے ساقی
باقی نہیں اب کوئی بھی ارماں اے ساقی
یہ کیا ہوا آسمان — ساغر بشفق
وہ ساغر کیا اب عرش پہ بس — اے ساقی

(۴۴)

دے جام کہ دشوار ہے سونا ساقی
انسان پہ آرہا ہے رونا ساقی
مقصودِ عمل کیا ہے؟ حصولِ مقصد
مقصودِ حصول کیا ہے؟ کھونا ساقی

(۴۵)

دے بادہ کہ ہو عقل معطل ساقی
اب تک بھی نہیں ایماں مکمل ساقی
تفصیل کی مملکت میں دل تنگ ہوا ہوں
اجمال کی سلطنت میں لے چل ساقی

(٣٩)

ہر آن جگا رہی ہے تیرے قدموں کی صدا
تزئین چمن چھا رہی ہے تیرے قدموں کی صدا
وہ جام بکف رقصی کی چھاگل کی پھبن
ہاں بس یہی آ رہی ہے تیرے قدموں کی صدا

---

(٤٠)

ساقی کو وقار اس سے بڑھا ہو گل زیبی
خود دیکھ کے طاقت ہے مری کشتی و ادری
اک آن کو تو شیشہ بات رکھ لے
او حکم کی پیالیاں آئینہ ایک صدی

(۱۵۹)

اس شہر میں اب کس پہ بھی قدح خوار نہیں

جب ساقی کوئی سے ہے کا اعتبار نہیں

کہتے ہیں کہ اک لذت نہیں کیسوں و عقبیٰ کی ذخیرہ

شیخی حظ سے کہ ریا کار نہیں

(۱۶۰)

افسوس ہے اے عقل سے خالی دنیا

پستی کے سبب اعلیٰ دنیا

کیا تجھ میں ہے ستار ازاری کے خلاف

اے سب سبکی بنگلہ والی دنیا

(٢٥)

مستند ہے میری ارباب رکھو ساقی
جو رقیب ہے شراب رکھو ساقی
گل کرے چراغ علم و دانش الالم
اس طاق پہ بیاض و کتاب رکھو ساقی

(٢٦)

جو دن جو ہے گزرے لطف کے اوقات اے دل
تشویش بیاں ہے خرافات اے دل
رونا ہے گر وقت صبح رونا ہوگا
خاموش کہ یہ باقی ہے اب اوقات اے دل

(۴۳)

یہ زمزمہ، یہ کیفِ عشقِ بے مثال

یہ وقت سے آزاد ابدیت کا جمال

مبہوت ہوئے روحِ فریبِ مہ و سال

معدوم ہوئے ماضی و مستقبل و حال

(۴۴)

جاری کا اس وقت ہے بصد گردشِ جام

مسحورۂ ارواح سے پیغام و سلام

شق ہوئے اگر سفینۂ ظلمات

لو دے اٹھے وجہِ ذوالجلال و اکرام

(۳۱)

بشیار آرے کھرا ہے پیچھا سے کا سجی

بیچ اے ہوے ان آئیا ہے کا سجی

بچھوئے ہی گھنی پشت بتیا سے بی مجھ

لیکے آئیا سے گھیں سے آیا ہے کا سجی

---

(۳۲)

پیکی کو تیر ہجر فضا میں ساقی

سینک بچوانی کے گھٹا میں ساقی

سرکون بجا یا رہے شیریں آرا

جگی ہوتی بارش کی ہوا میں ساقی

(۳۱)

بیتیاں اُدھر کو سحر اُمید بیچتا سے گا سے کبھی

بیٹھ اے بیٹھ ایوان اے بیٹھ سے گا سے کبھی

بیٹھو اُسے پتا ہے پیشتر سے ہے نیند سے

ایک بیٹھ سے بیسے آئے گا سے کبھی

(۳۲)

پیکر کا بیتے ہم جنم فضا میں ساقی

پینے سے جوانی سے گھٹا میں ساقی

پیوں سے جا رہا ہے تیرا میں آیا

بیکی ہے جو یاد ستاں ہے ہوا میں ساقی

(۱۷)

کیا فائدہ شیخ! تجھ سے کہنے میں مجھے
خشکی میں ہے تجھے لطف، بھیگنے میں مجھے
عیاشؔ تو دونوں ہیں، مگر فرق یہ ہے
کھانے میں تجھے مزا ہے، پینے میں مجھے

(۱۸)

ہم دونوں ہیں اے فقیہ! دیوانے سے
مطلب ہے فقط دل کے بہل جانے سے
ہر شام و سحر کرتے ہیں عیاشی ہم
تو ظرف و ضو سے، اور ہم پیمانے سے

(١٩)

ہاں زہد یہاں رنگ جمائے تو سہی
اس جام پہ، اس رات پہ چھائے تو سہی
باطن ہے یہاں ہر ایک ظاہر سے عیاں
اس وقت فقیہ شہر آئے تو سہی

(٢٠)

آئی ہے گھٹا مست بنائے گی ہمیں
افلاک پہ جھولے سے جھلائے گی ہمیں
ساقی! اندر سے بات کرو ہم بھی ہیں یہاں
ڈھونڈے گی نہایت، مگر نہ پائے گی ہمیں

(١٣)

ساقی کا لیے نازک زلف سارا گہلوں
تری سجنی ایک اشارا گہلوں
آدم کا بیٹا طفیل ہوں فرزند سچوں
عصیاں سے اگر سجنی سب سارا گہلوں

(١٤)

ساقی قدح بادہ گلگوں بہ لبیں
طلع بیں اسی بوسہ دل کو شباہ
بیں اور تصویر پشت و سر ترا
لا حول و لا قوۃ الا باللہ

(۱۷)

کیا فائدہ اے شیخ! جو مستی نہیں ہے
جب تک نہیں ہے لطف، تسلّی نہیں ہے
عیاش تو دونوں ہیں، اک فرق یہ ہے
کھانے میں نہیں، جو مزا پینے میں ہے

(۱۸)

ہم دونوں ہیں اک قصہ اور افسانے
مطلب ہے فقط دل کے بہل جانے سے
ہر شام و سحر ساتھ ہیں، عیش یہی ہے
وہ ظرف و صبو ہے اور ہیں پیمانے

(۹)

سیدال میں پایا چھپتے کہ یا اول باقی

بجنی پیچ ہے رعاں جیب اسکل باقی

پھر اے مرے کہا تہ زرلیں ہیں ترا

قبل اس سے کہ اے ابراہیم جل تجل باقی

(۱۰)

ماں دیکھو یو یہ الوف و گزافنا اے باقی

یا ات جے سمں رو بچلافن اے باقی

الیکر ہے سعصوم تم بس ہے گاروا کو

تیار ہے بلنیں ترا سے میں معاف اے باقی

(۱۵)

یہ وقت ہے وقت بادہ و ہوائے ساقی
برسات ہے غرق رنگ و بو اے ساقی
دے جام مئے زر اس وقت کہ جھکو ہونہ
جب وقت نہ میں ہوں گا نہ ہوائے ساقی

(۱۶)

دریا کا شباب ہے، یہ میں چھلکنا، بجا ہے
رخسارہ ساقی کا چھلکنا، بجا ہے
ساحل پہ وہ ملتے ہوئے پیمانے
پگھلے ہوئے سونے کا چھلکنا بجا ہے

(۵)

مرنے پہ تو بدحال ہے یا نہ ہے
سنتے پہ پریشان ہے یا نہ ہے
اپنے ہیں سرشت چھوڑ وفا خراب
معلوم نہیں وہاں ہے یا نہ ہے

(۶)

بے تیغ کو تیغ طور کر دے ساقی
ہر ظلمت شب کو نور کر دے ساقی
اب جی کی وہ سب خیر دنیا میں بہار
ترنم کو بھی سے دور کر دے ساقی

(۱۳)

ساقی کا لیجیو بانگ نظر لطف ادا کرلیوں

ترستے ہیں جی ایک اثنا ادا کرلیوں

آرام کا ہیں نا خلف ہیوں فرزند ابن آتش

عصیاں سے اسکے ترستی ہیں سب ادا کرلیوں

(۱۴)

ساقی اتارج بادہ گلگوں ، لائیں

جام ہیں سے لتے ہیں دل اگو تیز باہ

بیاد اور تصویر اپنی پشت ، و سر خرابا

لاحول و لا قوۃ الا باللہ

(۱)

پیش سیار ار کر قیامت سے بیتاب ہے

پیچیدہ زلف سیاہ بیتاب ہے

صبح آرزو کی ہے پر یاقی کی صدا

بیدار آرزو ہے سراپا بیتاب ہے

(۲)

گردوں پہ ہے صبح کی جھلک سی آئی

اودی کی گھٹا ہے دونک سی آئی

پیلی ہے پھوار ارغنوں سے آئی

پیپل پہ ہے پپیہوں کی کوک سی آئی

(۱۱)

طغیانِ زوال بھی دکھاوے مجھکو
عصیاں کا مآل بھی دکھاوے مجھکو
سوگند جمال کی نہ چھوڑوں گا شراب
آیاتِ جلال بھی دکھاوے مجھکو

(۱۲)

مفلوج ہر اصطلاحِ ایماں کر دے
فردوس کو زینتِ طاقِ نسیاں کر دے
ساقی ہے مغنی ہے چمن ہے مے ہے
اس نقد پہ سو ادھار قرباں کر دے

خمریات

آمد سحرے ندا ز میخانۂ ما
کاے رندِ خراباتی و دیوانۂ ما
برخیز کہ پُر کنیم پیمانہ زمے
زاں پیش کہ پُر کنند پیمانۂ ما

(خیّام)

(۹)

سنبل ال ہیں یاں ہیں چھپے کہ یار اول ساقی

بیچ پی پیچ رعنا کی جھپاں کل ساقی

ہمراہ سرا پایہ ازیں یاں پیش پرا

قبل اس کہ ادا یہ ہو ج طل تھل ساقی

(۱۰)

لال دیکھ تو یہ ادا فی و گراف لے ساقی

پیاس بس درد جدا فرد اب ساقی

معصوم ہے سر گرداں کار ول کو

بہار نہیں آئے ہم معاف اب ساقی

(۱۷)

اے شیخ زاہد تجھ سے کیا چھپالیتی مری
دنیا سے نرالی ہے طبیعت میری
تشویش نجات ہے تری صوم و صلوٰۃ
تفریح حیات ہے عبادت میری

(۱۸)

ہر چند ہے ہیچ ان کی خطا کے آگے
کس منہ سے یہ باتیں کہ خطا کے آگے
اللہ کے حضور ہیں زباں کا جواب
ان کے بھی تشکر اور ایسا کے آگے

(۷)

اوہام و یقیں میں یہ فرق کر دے ساقی

آ دو بیں پہ ہے کوہ برق کر دے ساقی

اس دو سوختہ ارض و سما کو اللہ

آتشکدۂ طلب گراں ہیں غرق کر دے ساقی

(۸)

تقریب ہے وقت کیوں نہ بولوں ساقی؟

کیوں دل کی گرہ نغمے سے نہ کھولوں ساقی؟

یہ باد تو ہوتا ہے بہر حال جب

ہے جام کہ آباد تو ہو لوں ساقی

(۱۳)

جو رنگ سا ہیں ابلیس سزا دیتا ہے

انساں کو بھی طور دکھا دیتا ہے

کرتے نہیں گنہ جو ارجمن ان کو

بے روح منازل میں لگا دیتا ہے

(۱۴)

آنکھوں میں لئے ہوئے انا بیٹھا ہے

سینہ یہ لصید کہ ثنا بیٹھا ہے

عصمت کو بچالے اعتراف عصیاں

انساں بزمیں میں معصوم بن بیٹھا ہے

(۵)

مرنے نہ دیجیو جہاں بے بال و پر

بیچ تیغ بیچ بتاں بے بال و پر

یتیمی میں سیکھے جھوٹوں اور خانہ خراب

معلوم ہے ہمیں وہاں بے بال و پر

(۶)

ہے شیخ تیغ کو طور کر دے ساقی

ہے ظلمت شب کو دور کر دے ساقی

ہے جسم بیکس و دل سے نہ ملا یار

ستم بہ جگر سے دور کر دے ساقی

(۹)

ہم دیکھ کے ہونٹوں کو کیا کہتے ہیں؟
اتنا ہی کہ بس صلِّ علیٰ کہتے ہیں
لیکن یہ غلام زر یہ اس ریش دراز
موقع ہو تو ہر بت کو خدا کہتے ہیں

(۱۰)

افسوس تجھے پیر دعا دیتے ہیں
کب تیری عقیدت کا صلا دیتے ہیں
منعم! یہ تجھے نہیں لگاتے ہیں گلے
سینے سے تری جیب لگا لیتے ہیں

(٧)

وہ رشتے پیچ پیچ ہیں ، ہم آشکار ہیں

ہر عیب سے وہ پاک ہیں ، ہم گنہگار ہیں

دیکھو وہ شکل رکھتے ہیں مسیحا کے شیوخ

گریا وہ قضا ہیں ، اور ہم بیمار ہیں

(٨)

یا رب یہ تیری کن فسر ارزانی ہے

ناقابل شرح دل کی حیرانی ہے

سنتے ہیں گزشتہ دور کے تیغ بے پیچ

صنّاعی ہے ، اور شکل بجا انسانی ہے

(۵)

مجرم ہیں ہمیں سزائیں دینے والے
طوفان ہیں جو سفینے کھینے والے
واللہ کہ اک وبا ہیں بندوں کے لیے
ظالم ہیں خدا کا نام لینے والے

(٦)

بجلی کی ہمیں راہ بتاتے رہیے
اللہ سے ہر آن ڈراتے رہیے
پینے والوں کو ٹوکتے رہیے لیکن
اور شعر سے اپنا غم کھلاتے رہیے

(۵)

بجرے ہیں یہ ہیں سمندر میں رہنے والے
طوفان میں ہو سفینہ کے کھینے والے
واللہ کہ اک وبا ہیں بندوں کے لیئے
بکتا ہے یہیں خدا کا نام لینے والے

(۶)

بجلی کی یہیں راہ بتاتے رہتے
لندن سے یہ آرڈر آتے رہتے
پینے والوں کو سکھاتے رہتے ہیں یہ دین
اور شوق سے مال غیر کھاتے رہتے

(۱)

[illegible]

(۲)

[illegible]

(۳)

عبرت کی نظر سے آسماں نے دیکھے
جاری کیا ہیں ایسے کارخانے دیکھے
شیطان کی انگلیوں میں گردش کرتے
زنار کی تسبیح کے دانے دیکھے

(۴)

اے شیخ کبھی تو رنج اٹھایا ہوتا
اس دل پہ کبھی تو زخم کھایا ہوتا
اس طرح لگانہ داد مرضی ہیں
بابا دل اگر کہیں لگایا ہوتا

پیرانِ سالوس

آں قوم کہ سجّادہ پرستند خرند
زیرا کہ بہ زیرِ بارِ سالوس درند
ویں از ہمہ طرفہ تر کہ در پردۂ زُہد
اسلام فروشند و ز کافر بترند

(خیّام)

(۱)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۲)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۵۷)

اللہ رے بدمستیٔ جوانی کا نکھار
ہر نقشِ قدم پہ سجدہ کرتی ہے بہار
اس طرح وہ گلزار سے نکلتی ہے کہ گل
پڑتی ہے بڑی دور سے جب جلتی پھوار

(۵۸)

کیوں بال ہیں اس طرح پریشاں تیرے
کس غم سے ہیں پُرنم دیدۂ حیراں تیرے
جس طرح کسی کلی پہ پھول سو کے جھکتا
لب پہ جھلک رہے ہیں ارماں تیرے

قبروں پہ مُریدوں کو جُھکاتے رہیئے
ڈھولک پہ سُنیبوں کو نچاتے رہیئے
اللہ اگر رُوٹھ رہا ہے، رُوٹھے
کیا اِس سے غرض عُرس مناتے رہیئے

(مصنف)

(۵۳)

ملائیں پھول نا ذوق جوشیلی کی سوگند

بسائیں سج پھوت نا زنبیلی کی سوگند

بجن جیو نظر آئی ہے وصندلی و صندلی

پریت کی اواس چاندنی کی سوگند

(۵۴)

کیا آج تعارف میں نیا پایا کوئی

کیا جانے کیوں سنبھل نہ پایا کوئی

میں نے جو کہا تو پتیں ہے کچھ ہی

آنکھوں کو جھکائے مسکرایا کوئی

پیرانِ سالُوس

آں قوم کہ سجّادہ پرستند خرند
زیراکہ بہ زیرِ بارِ سالوس درند
ویں از ہمہ طُرفہ ترکہ در پردۂ زُہد
اسلام فروشند و ز کافر بترند

(۹۹)

نقش پیا فرقت اٹھا بادوسے گا دل پہ
سارا غصہ اُتار دوسے گا دل پہ
اس دوار سے اٹھا تا انہیں اسنکھیں شیاماہ
سکھوں گا لوٹ کے بار دوسے گا دل پہ

(۱۰۰)

یہ شام فراق آیا سیں بائی نہ دیہ
رکے جان اور اس صدق بنا بائی نہ دیہ
وہ لوچ جے سرتہ کر عیب از آنابہ
وہ کاہیں سجے دل ہیں رکے اب الی تر دیہ

(۵۹)

جانے والے تم کو روکے کون

شب کے بیچ بیچ سفر کو روکے کون

تھک کر مرے زانو پہ وہ سو یا جاگی

روکے، روکے، ہی کر کو روکے کون!

(۶۰)

اے حسن بڑا اترا کے جب جا سکی

صہبا تری، ساغر سے چھلک جا سکی

مجھکو تو یہ ڈر ہے کہ دلا لی کسی

اترائی جو ہلکا پلک سب جا سکی

(۵۴)

پھر دل میں پتی کا راج دیکھا میں نے
پھر فرق چمن پہ تاج دیکھا میں نے
آیا جو سفر سے آج گل عمر گلاب
اپنی جانب پھر آج دیکھا میں نے

(۵۵)

ظاہر میں کدورت ہے صفائی ہے یہی
پھر آتا ہے دل کو در آہی ہے یہی
بیگانہ روشنی پہ یارا لطف کسی نے پایا
یاران ایسا آشنائی ہے یہی

(۵۷)

اللہ رے بدمستیٔ جوانی کا ابھار

ہر نقش قدم پہ سجدہ کرتی ہے بہار

اس طرح وہ گلفام ہے غلطاں تن گل پہ

پڑتی ہے کمر ڈوب کے جیسے ڈالی لچک اٹھوار

(۵۸)

گیسو بال بال ہیں اس طرح پریشاں ہیں آج

سو غم ہیں کہ ہیں نم دیدۂ حیراں ہیں آج

جس طرح کہ سوئی پہ پروئے سوئے غنچوں

یوں دل پہ چھلک رہے ارماں ہیں آج

(۱۱)

الاماں ہے نجات میرے دل کو
چین نہیں کائنات میرے دل کو
دنیا ہے ہیچ پر وہ تقلیل میں پنہاں
حاصل ہے وہ اتقا ثبات میرے دل کو

(۱۲)

جب تک کی خلش ہے راہ میرے دل میں
ہر داغ وفا ہے ماہ میرے دل میں
میں نہیں جو گہری سی ہوس
بستی ہے وہ نگاہ میرے دل میں

(۵۵)

لازم ہے دوا ہی اثر تو بنا یاد رہے
ہاں لعل لب و زلف رسا یاد رہے
حقا کہ یہ ہے نوع بشر کی توہین
گر عہد جوانی میں خدا یاد رہے

(۵۶)

قدرت کی یہ تازگی، یہ لچک کی بہار
قربان ترے اے نگار شیریں گفتار
اللہ ری کھنکتی ہوئی آواز تری
جیسے پہ پڑے جیسے اشرفی کی جھنکار

(۳۷)

اے ابر بہار آسمان کے رہنے والے
ہو پیش نظر ظلمات میں چھپنے والے
اب تک ہیں ترے سایہ میں پلنے والے
قربان ترے عجز پہ سب جلنے والے

(۳۸)

چمکا ہے کوئی نگاہ ڈالی تو ہے
ریں میں دو پیالہ ڈالی تو ہے
گلشن میں بہار پھر دل پہ نگاہ ہی لگا
ہمت کا خفیف سا ہی ڈالی تو ہے

(۵۳)

پالوں میں جوں ذوق حقیقت کی سوگند
بے ناش ہے موت از زندگی کی سوگند
بے تحقیق نظر آتی ہے وصلی و وصلی
حقیقت کی آواس چاندنی کی سوگند

(۵۴)

کیا آج تعارف میں کیا پایا آگہی
کیا جانے کیوں سنجل نہ پایا آگہی
میں نے تجھے کیا کیا جتن کیے ہیں
آنکھوں کو جھکا کے سر سے آیا آگہی

(۳۳)

نکلی لبِ گل سے آہ نہ تو شیریں بن
ہر یار اٹھ بیٹھے وہ آئے جو بن
سوچی دل میں ارمان ان کی ہیں
سر آنکھوں سے آنکھیں آ زندہ تن

تصدیق

(۳۴)

حیران ہوا ہے تماشائے جانبِ حج
پانی کی جھڑی ہو دل اے جانبِ حج
گاؤں ہی ہو لیں گے ابر کہ جیسے ہوتی ہی رات
پایا ہے سنّیوں نے کہاں جانبِ حج

مصحفی

(۳۱)

ناگن بن کر ڈسنے دوڑے سنا بادل
باراں کی رُت سونی ہے پر برسنا بادل
وہ بچھڑے بیتیں جدا ہو کے ہیں جب
ان دیسیں میں آئی نہ برسنا بادل

(۳۲)

پیا پردیس ہوا ہیں ہیں گھٹا ہے تکتی راہ
دریا ایسا ہوا ہے جیسے رین ہے سیاہ
کیا آج یہ ہی ہے دل کے قریب اور دور
قصہ درد کا اور یہ ظلم، الٰہی الٰہی

(٢٩)

ہیں رات کے آگے وہ کھڑا ہوں سوتے
آنکھوں کا بُرا حال ہے روتے روتے
یار اس کے قریب پا ہو او لپٹے اے کاش
ان وقت مرے قریب بھی ہوتے

(٣٠)

وہ دیکھئے، اور سسکیاں بھر جائے
حسرت سے کہ قدموں پہ کسی کے مر جائے
اے بادِ صبا، بلبل تو اُن سے کہنا
بیتاب ہے عشق انتظار کر لے

(۳۹)

بس رات کٹ گئی وہ اٹھا ہوں سوتے سوتے

آنکھوں کو اب اجال ہے روتے روتے

یا اس کے قریب یاد تو بھی اے کاش

اس وقت مرے قریب ہی ہوتے

(۴۰)

۵۵ دیکھے اور سسکیاں بھرے ہے

حسرت ہے کہ قدموں پہ کسی کے سر ہے

اے بادِ صبا اب لیں تو ان سے کہنا

ہے شوق ان کا انتظار کرتے

(۲۵)

بیگانگی ایمن کی تیری اکیلا حبیب استغنا سحر آرائی

وقت کا مجانی ایمن کی جا بجا آرائی

یا کا یا کا وصال کی جلوہ آرائی

سوز بندی سوز بندی زمین بیہ تفتیش آرائی

(۲۶)

سانچے میں کھلتا کے وصل رہا سر کوئی

یا ایمن کے وصیں میں طلب زیادہ سر کوئی

چہرہ میں ہے یا باول

سر دل یا آرا و صبر تحمل رہا ہے

سلطنت میں اور صبر سر کوئی

(۴۰)

جو بات ہے، دل کو تمہیں رہا ہے پانی
وقت میں تری جھلس رہا ہے پانی
دل میں سبھی تپش چھپا ہے، سکھی میں سبھی
آڑا تیر چھپا ہے ترا سس رہا ہے پانی

(۴۱)

پھیلانے سے دم میں نہ بیاباں ہوگا
دل حسن کا چھپیلوں میں بیاباں ہوگا
اے نالہ شبگیر اجاڑا تو بھرا
بستی وہ کر دیں بیاباں ہوگا

(۴۱)

وہ آئے، ہمیں جی سے گزرنا ہی پڑا
جب عذرِ جفا سنا تو مرنا ہی پڑا
باوصفِ ملال دیدۂ بینا ہوس میں جنوں
وہ ہنس کے گزرے تو سجدہ کرنا ہی پڑا

(۴۲)

اے رونقِ لالہ زار ادھر بھی آجا
اے دولتِ برگ و بار ادھر بھی آجا
اے پیکرِ نوبہار ہے خانہ بدوش
اے نازشِ نوبہار ادھر بھی آجا

(۲۵)

پیالہ اُن ہونٹوں سے لگتا جب اُنسو آتی

تو تیت کا جگ اُن ہونٹوں سے جا بدا آتی

بالکا بالکا و صوال پیکے سے آتی

سو بدی سو بدی دکھ زبان سے تو تیت آتی

---

(۲۶)

سانجھ میں گھٹکے وتجل رہا ہے کوئی

پانی کے وجہیں میں جل رہا ہے کوئی

سو دل پیار و جہیں جھپم ہے پاپل سے کوئی

سیج میں اوجھے تحل رہا ہے کوئی

(١٧)

سیاہ دور تھا وہ اے شب زینت تیرا
دنیا تھا کبھی ہند ایک دامن تیرا
ہے جو وہ زمانہ کہ صلیبیا تھا ہر دل
جب پیری کی جوانی سے لگ رہی تیرا

لو اس انطاکیہ میں رنگ اور لگ کر دونوں ایوان اقبال
کیا بیانی میں شعر اصہ ہے سچ

(١٨)

آجا مرے بازوں عم ساری آب
جس کی بوندیں رات سے شر ارسی آب
اس نام کا وعدہ سے جا بنواب
اے دوست بات ہے یہ دیکھا رات آب

(۳۳)

پیچ پیچ جنگل راستہ سمجھ کر گیا
ہر خار زباں اک گل تر سا کر گیا
پیار سے کام لے ترکیب سے بے زباں
بیتی ہوئی راتوں کی تہی سر کر گیا

(۳۴)

کشتی مرے احساس کی کھیتا ہے کوئی
ہر سانس میں پیغام سا دیتا ہے کوئی
یارب وہ کبھی زیست ایسا بھی بنے
جو دل میں جگر دیں کی لیتا ہے کوئی

(۱۳)

ارماں تھے وہ کیا کیا نکالا دلِ مضطر سے؟

جو رنج تھے کر دور گئے ساتھ پیار سے

اب لاؤں کہاں سے میں وہ ارمان ابھی جو

پیدا تھے جو رنج آرزو سے پھر

---

(۱۴)

وہ زردیٔ رخ وہ ناتوانی تیری

ہے وہ جوشِ نخوت جوانی تیری

راتیں وہ گئیں ہائے وہ دن جیسی ہی

سب ساتھ ہے گئی جوانی تیری

(۴۱)

وہ آئے اب تو ہمیں جی سے گزرنا ہی پڑا
جب عذرِ جفا اُن سے سنا تو مرنا ہی پڑا
باوصفِ ملال و پاسِ ناموسِ جنوں
ہنس ہنس کے بہ صد طرب تو سجدہ کرنا ہی پڑا

(۴۲)

اے رونقِ لالہ زار آ، واپس آ جا
اے دولتِ برگ و بار آ، واپس آ جا
اے پیکرِ نوبہار ہے خالی آغوش
اے نازشِ نوبہار آ، واپس آ جا

(۹)

بنتا ہے تو انسان بنے سے ترقی ہے
راتوں کو طبیعت اور بھی گھبراتی ہے
اُف رنج کے ناسور اور پھولوں کی مہک
ہر سانس بہار کی پیاس سی بجھی جاتی ہے

(۱۰)

رنج بہتے ہیں ترے قلبِ تپاں کا پتہ
اشک بہتے ہیں ترے نیساں کا پتہ
غلطاں ہے ہوا اور بھی تیری آنکھوں میں
یا ہیں ہے ابرِ خزاں کا پتہ

(۱۹)

ہے صبح افق سے جگمگانے والی
وعدے پہ ہے اُن کے مسکرانے والی
جا پہنچا اِدھر سے چاند، اُن سے کہہ دے
اب رات ہے دو گھڑی میں جانے والی

(۲۰)

پھر صبر کی بیخ غم سے سینچے لیتے ہیں
پھر اپنا گریبان سیے لیتے ہیں
کل ملنے کا وعدہ ہے تو پھر او ظالم
ہم اور بھی ایک دن جیے لیتے ہیں

(۵)

کیا عشق کا معجز اثر ہے اللہ اللہ
اپنے سے وہ بے خبر ہے اللہ اللہ
تزئین ہے زانوے ارباب جنوں کا
قدموں پہ سر ہے وہ سر ہے اللہ اللہ

(۶)

دل سینۂ نازک میں پگھل جاتا ہے
چشمہ تری آنکھوں کا ابل جاتا ہے
اللہ رے سوزِ غم کہ جب سر آئے
پھولوں کا ترے آبلہ بن جاتا ہے

(۱۷)

کیا دور تھا وہ اے شب رنگین تیرا

دنیا تھا تجھے بزم ایمن دامن تیرا

اب ہے وہ زمانہ کہ کھلتا تھا پیارا دل

جب میری جوانی سے اے رنگین تیرا

[illegible]

(۱۸)

آجا پھر تباہوں غم کی مار سے آج

بیکل ہوں رات کے تیر ستارے آج

اے شام مرا وعدہ کرکے جانے والے

اب دور سے ہے یہی دیکھا رستے آج

(۱)

افسوس ہے ہمیں، کہ بد ہوائی تیری

دل پائی نہیں، ادب کی بجائی تیری

بنتی ہے تو آوازہ سے آگاہ ہے تو

سمجھے ہے اوائی تیری

سس وراجہ

(۲)

یا پیچ پیراس کیوں ہے بخیر قربان

آشفتہ ہوا اس کیوں ہے بخیر قربان

سمجھ ہے اسلام عالم کا مدار

وہ آتی ادا اس کیوں ہے بخیر قربان

(۱۵)

انکار اثر اور یک رہا اختلاط ظلم

گوندا رخ پہ لپکا رہا اختلاط ظلم

افسوس وہ عہد شوق جب دل اسیر

بیٹھیں آئے وہ طرک رہا اختلاط ظلم

(۱۶)

رگ رگ میں بسی ہے تیری خوشبو اب تک

واللہ تھمے نہیں ہیں آنسو اب تک

اے رنگ چمن اجڑ کر بیٹھا پا تھا بھی

ویران ہے اس دن سے وہ پہلو اب تک

حُسن و عشق

جلووں کی ہے بارگاہ میرے دل میں
غلطیدہ ہیں مہر و ماہ میرے دل میں
اِس دَورِ خرد میں عشق گُم ہو جاتا
ملتی نہ اگر پناہ میرے دل میں

(مصنف)

(۱۳)

ارباب شکوہ کیا انکا روپ پیتی ہے؟

جگ دیپ شکر وَعول سے بیاہتی ہے

اب لاؤں کہاں سے میں وہ راتیں آتی ہیں؟

پہنچے میں ہے ایک اوجب اسوتی ہے

(۱۴)

وہ زرد وہ کاہ رخ، وہ ناتوانی تیری

ہے ہے وہ خموشی نوجوانی تیری

راتیں وہ عجب ادا میں اب جب آئیں

سہاگ آج ہے یہی جوانی تیری

حُسن وعشق

جلوؤں کی ہے بارگاہ میرے دل میں
غلطیدہ ہیں مہر و ماہ میرے دل میں
اِس دَورِ خرَد میں عشق گُم ہو جاتا
ملتی نہ اگر پناہ میرے دل میں

(مصنّف)

(۱۲۷)

صوفی نے اگر علم کا مسند چھوڑا
مسلم نے بھی راستی کا منبر چھوڑا
پنڈت نے اگر بنا دیا بت کو خدا
ملا نے خدا کو بت بنا کر چھوڑا

(۱۲۸)

ہاں نفس و عمل سیاہ کرتا ہوں میں
ہر سانس میں سو گناہ کرتا ہوں میں
اس پر بھی امید ہوں قاتل سے بجا
فطرت! ابھی =

(۱۵۱)

اس بزم جہاں میں ہمہ تن ناجی فریب
اس راہ تعمیم سے اکثر ناجی فریب
واللہ کہ اس منزل آب و گل میں
بینا ہی ہے اک فریب اور ناجی فریب

(۱۵۲)

ہر شے میں نہاں چیز کا جوہر دیکھا
ہر خار سے پیدا ہے میں گل تر دیکھا
جب چاک کیا ذرہ نایاب کا دل
خورشید ازل کو جلوہ گر دیکھا

(۱۵۱)

اس بزمِ جہاں میں ہیں تماشائی فریب
اس راہِ تفہیم سے گزرنا ہی فریب
واللہ کہ اس منزلِ آب و گل میں
بینائی ہے اک فریب نابینائی فریب

(۱۵۲)

پتھر میں نہاں ہیرے کا جوہر دیکھا
ہر خار کے پردے میں گلِ تر دیکھا
جب چاک کیا ذرۂ تاریک کا دل
چھپا پیدا اس کا جلوہ اختر دیکھا

(۱۴۱)

اس دہر کا بنیاد دو اسباب کی پیچیدگی آگے
ثابت فتح و شکست کی پیچیدگی آگے
پیدا ہیں سے کی لاگ سلطنت دین خود سے ہموار
صفیا کے بنیاد و اسباب کی پیچیدگی

(۱۴۲)

سن چکے کیوں کر راہ پہ آیا ہوں میں
قادر ہوں عمل پہ کار فرما ہوں میں
دنیا کے اشارہ دل پہ چلتا ہے سدا
اسرار جہاں وارث کا دانا ہوں میں

(۱۴۳)

قدرتی سبحان سے کر کلمے بیچ میں گویا
اسرار کی آنچ سے کلمے بیچ میں گویا
اسما و صفات سے گزانے والے
صیت ہیں خدا کی رہ کلمے بیچ میں گویا

---

(۱۴۴)

اوج زراجہ گویت پایا ہیں نے
اوتار کا بند و بست پایا ہیں نے
خالق کو تشخص سے کیا ہے پایا نے
سوتن کو معی ہایت پیرست پایا ہیں نے

(۱۳۷)

چانن ہیں دیکھی ہے جادو اپنی
پتی ہے بل بل بلبل سے زار نوا اپنی
پیچھی ہوسی موت سے جاجا ئیاں
چاپی ہے کیا کیا کیسے پیلوا اپنی

(۱۳۸)

دل لشکیں سے عشق تیھوا اسانوں
بے دوشیں ہوا ہیں ایسے تیھوا اسانوں
شاں ہوئی تیکھی ادا یار بے شاہ سید نیم
ہاں سچ تیسری عزر دا اسانوں

(۱۳)

اس دہر کا بنیاد ہے ریت پہ گویا
شاداں ہیں فرخ ہیں سب ہستی پہ گویا
بیہودہ ہے سب کاخ و زمین نقش بر آب
دنیا کی بنیاد ہے ریت پہ گویا

(۱۴)

کس منہ سے کہوں کہ راہ پہ آیا ہوں میں
ناداں ہوں عمل پہ کار فرما ہوں میں
دنیا کے اشارہ دل پہ چلتا ہے سدا
معراج ہوا و ہوس کا وہ پتلا ہوں میں

(۱۳۱)

جس وقت جھلکتی ہے شفا طرف کی جبیں
داغ ہوتا ہے خرابات باری کا یقیں
کرتا ہوں جب انساں کی تباہی پہ نظر
دل پوچھتا ہے کیا یہ خدا ہے کہ نہیں؟

---

(۱۳۲)

ساغر ہے ازل کے دن سے خالی تیرا
گلشن ہے سدا سے پائمال تیرا
افسوس کہ اس دہر میں اے نوعِ بشر
وارث نظر آتا ہے نہ والی تیرا

(۱۳۹)

خود اپنی ہی دانش سے عاجز ہو جاؤں
اپنی ہی نگاہ خیر میں شر ہو جاؤں
درپیش ہے وہ مقامِ قربِ کمال
اب یاد کروں اُنھیں تو کافر ہو جاؤں

(۱۴۰)

یہ بات ہے حقیقت یہ سراپا کچھ بھی نہیں
یہ وعدۂ روزِ حشر کچھ بھی نہیں
اللہ کو اپنا بنانے والو
اللہ تو اس حسن کے سوا کچھ بھی نہیں

(۱۲۹)

فصل آ رہی ہیں کوئی تصور تک نہیں

احساسِ سرکشی و قلب ہیں پیچ و تاب تک نہیں

از فیضِ ازل سے جبیں کو خم تک نہیں گناہ

صد شکر کہ اب زمیں کو ہی خم تک نہیں

(۱۳۰)

دامن کو ہمیشہ[1] تر کیا ہے

دریا کی آنکھوں سے پیدا کیا ہے

ہمیشہ اجل کو جان و دل دیا ہے

شاہ نے تو بالا کیا ہے

[1] حضرت فانی بدایونی خاص طورسے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۴۵)

چنگا نہیں و سکھتی جے جاودوائیں

پتی ہے پل پل کے ز انوائیں

پھیری ہے دل سوت سے حیاتیاں

چاچی ہے ناپیا کے سپلوائیں

---

(۱۴۶)

دل تشنہ ہیں سے بوں زن پیچھو دا اے ساقی

ہے دوئیں سوا ہے ابنے پچھو دا اے ساقی

شاہ اُٹھ لگے پیچھو بکا دا ہار ستے ہے نم

ہاں صبح کھسنہ وار دو دا اے ساقی

(۱۲۵)

کیوں علاج [illegible] اس کا [illegible] اے ہمدم

[illegible] اور کتنا اے ہمدم

جینا جینا [illegible] اے ہمدم

[illegible]

---

(۱۲۶)

[illegible] سے بیٹھا

[illegible] بیٹھا

[illegible] بیٹھا

[illegible] بیٹھا

(۱۴۵)

للہ منہ موڑ انسوؤں سے وضو لیئے ہوئے

رومال کو اشکوں سے بھگو لیئے ہوئے

انسان ہا، اوراس ان کی مجبوری کا یہ

جی کھول کے آئے نہ بیزار ہو لیئے ہوئے

(۱۴۶)

کھلتے ہی گلاب، خار ہو جاتا ہے

ہنستے ہی لب، اشکبار ہو جاتا ہے

پیدا ہوتے ہی تیرہ قسمت انساں

اے موت! ترا شکار ہو جاتا ہے

(١٢١)

چھالا سا ٹپکنے لگا کچھ میرے دل میں

شعلہ سا بھڑکنے لگا کچھ میرے دل میں

ہر شبیہ سی ہے کچھ بھی نہیں ہوتی ابھی چین

اک درد کھٹکتا سا رہا کچھ میرے دل میں

(١٢٢)

ہر راہ میں تب چین پائی دیکھا پایا ہے

انسان کو مطعون ہی پائی دیکھا پایا ہے

دو دن عقل ہو کر دارا سے آج تک

کیا ہے جب شمعون پائی دیکھا پایا ہے

(۳۲)

جس وقت جھلکتی ہے تمنا کی کرن جبیں
راسخ ہوتا ہے جو ذات باری کا یقیں
کرتا ہوں جب انساں کی تباہی پہ نظر
دل پوچھنے لگتا ہے خدا ہے کہ نہیں؟

(۳۳)

ساغر ہے ازل کے دن سے خالی تیرا
گلشن ہے یہیں پہ پائمالی تیرا
افسوس کہ اس دہر میں اے نوع بشر
وارث نظر آتا ہے نہ والی تیرا

(١٧)

اس درجہ ہیں اسیرِ قفس کا دھوکا ہوں میں
بیکل ہوں، بگولا ہوں، چھلاوا ہوں میں
گھبرائی ہوئی ہے جتیں روحِ تحقیق
ہر ذرّہ پکارتا ہے دنیا ہوں میں

---

(١٨)

صدہا تجلیاں ہیں پنہاں جو شہود بھی ہیں
سجدے بے زباں ہیں اور بے سود بھی ہیں
لاکھوں مسجود و لعبتیں ہیں پر اک زیادہ نہیں
دیکھی نہیں جو زیادہ بھی مسجود بھی ہیں

(۱۳۱)

اس ترک کی یاد رہ رہ کے کھٹکی ہے ضرور
سینے میں کلی کی اک چٹکی ہے ضرور
واقف نہیں ہیں میں خفا ہے، لیکن اتر
دل میں اک پیاس سی کھٹکی ہے ضرور

(۱۳۲)

مشہور کمال کیا ہے کس سے پوچھوں
تعبیر زوال کیا ہے کس سے پوچھوں
دانا ہیں بہت یہاں پہ افسوس
ہستی کا مآل کیا ہے کس سے پوچھوں

(۳۱۱)

یہ باتیں ہیں قانون سے اجاری ہے
سچی نہیں بات کسی قسم کی یاری ہے
انسان پہ بیتی ہے کیا کس کو خبر
بیچارے پہ رات بہت بھاری ہے

(۳۱۲)

کیا جانے وہ کیسی ہے سے اللہ اللہ
ہر کام پہ ہوا ہے اب افسر اللہ
ستمگر ان کے ہیں سب ان کی ہیں
حکمت ان کی ہے اور ان کے ہے اللہ

(۱۲۹)

بس اک آرزو ہے میں کوئی مستحق نہیں
احساسِ کمی قلب ہیں معیار رحم نہیں
از فیض یا ازل سے جن کو ہیں گناہ
صد شکر کہ ان زمرے کی محرم نہیں

(۱۳۰)

دامن کو ہمیشہ[1] تر کیا کرتا ہے
دریا سی آنکھوں سے بہایا کرتا ہے
ہیں چشمِ اہل کو جہان و دنیا ہیچ
شاید ہے اپنی لالہ کیا کرتا ہے

[1] حضرت فانی بدایونی خاص طور سے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۰۹)

واقف ہوں کہ جو بنا ہے فانی کیوں ہے
پھر شیون و آہ و نوحہ خوانی کیوں ہے
باقی تو عمل ہے زندگانی سے رہے
لیکن یہ کھلا کہ زندگانی کیوں ہے

(۱۱۰)

افسوس کہ کوئی کام سر ہوتا ہی نہیں
جب جس سے بیاں تب سر ہوتا ہی نہیں
پیشتر اسے تمام ہو جاتے ہیں
انجام سے سر ہوتا ہی نہیں

(۱۰۷)

تقسیم ہوا جو لا کے طوفاں افسوس
پابند تعصب ہوا اور انساں، افسوس
دریا تھے جہاں، اب بہتے ہیں خوں کے بحر
افسوس ہے تجھ پہ کفر و ایماں افسوس!

(۱۰۸)

اللہ سے ممکن ہی نہیں دل کو نجات
فریاد ہے اے ساقیٔ آبِ حیات
جب چیز کو زندگی کا دیتے ہیں لقب
دراصل ہے وہ مرگِ طویل الاوقات

(۱۵۰)

ہر رات میں یہ تیغ خونچکاں ہے یارب
ہر بات میں یہ زہر گیراں ہے یارب
یہ ہستی کی برادری سے دل تنگ ہوں میں
انسان کی برادری کہاں ہے یارب

---

(۱۵۱)

خنجر ہے سکوں، تو تیغ عریاں ہے سکوں
صرصر ہے سکوں، تو باد طوفاں ہے سکوں
انسان نگہباں ہے جو کس کے ہیں ہم
یا تو سکوں، یا نیند ہے یا مسلماں ہے سکوں

(۱۰۵)

ہر ہاتھ یہیں تیغِ خونچکاں سے پایاب
ہر پاؤں یہیں زنجیرِ گراں سے پایاب
ہے سب کی برادری سے دل آشنا ہیں
انسان کی برادری کہاں سے پایاب

(۱۰۶)

خنجر سے کوئی با تیغِ عریاں کوئی
صرصر سے کوئی، تو بادِ طوفاں کوئی
انسان نگہباں سے کسی سے بیگانہ
یاں کوئی ہے ہندو ہے مسلماں کوئی

(۱۰۱)

[illegible]

(۱۰۲)

[illegible]

(۱۰۳)

پابندِ بقا بادۂ کوثر کا اب تک
ہستی کی کلی کو تو جبر بنا سکے کب تک
قائم ہے اسی سے زندگانی کا نظام
انسان سے موت کھیلتی ہے جب تک

(۱۰۴)

کیا مجھ کو خبر نزاعِ مشرب کیا ہے
مردود ہے کیا بلا، مقرب کیا ہے
شاعر تو ہے خالقِ مذاہب اے دوست
شاعر سے نہ پوچھ تیرا مذہب کیا ہے

(۹۴)

بتنگ آمدہ ہیں سب وو دو داپیں سے

اے یار جن اشتعدو داپیں سے

بےگانہ ترے ہو جان سے یہ کمالات

بیکس ہیں تیرے سے نودو داپیں سے

---

(۹۵)

کیا جانیے چہرہ زرد ہوتا کیوں ہے

دل رنج و الم سے سرد ہوتا کیوں ہے

افسوس کہ اپنا بھی نہیں ہے ہمدم

کاشانۂ تیغ سے درد ہوتا کیوں ہے

(۱۰۱)

سیکھے نہ رہا ابر و ہوا ان کو پانی

جو دار و مدار میں ہے نہیں اور نہ پانی

اس سال کو ہے بیکل سے اب نقش عو

ماہی پہ بیاں عیب سے ہیں ماپانی

(۱۰۲)

قید ہے جمال سے جہاں یار ہے

منصف ہے جلال سے جہاں یار ہے

بیچو کہ جو ہم آگے کی دنیا بنی ہے

بیچو کہ سے بیکل سے جہاں یار ہے

(۹۹)

چھانی ہر چیز کی خدائی ہم نے
کیا کیا نہ یہاں خاک اڑائی ہم نے
واللہ کہ جستگی تری میں کوئی تھی
انساں سے عجیب تر نہ پائی ہم نے

(۱۰۰)

کچھ بھی نہیں اس دہر میں الا افسوس
افسوس ہے اے نظام دنیا افسوس
غم ہی کا نتیجہ غم ہوا اتنا ہی نہیں
غم ہے تو نتیجے کا بھی نتیجہ افسوس!!

(۸۹)

انساں پہ ہے کس درجہ خرافات کا بار

دل کا ہے کبھی وزن، کبھی بات کا بار

پیدا ہوئے شر میں کیا کیا نہ مزاج

عقلوں پہ ہے صدیوں کے روایات کا بار

---

(۹۰)

ہر دل ہے چراغِ زیرِ داماں افسوس

ہر سمت ہے اک طرفہ طوفاں افسوس

دنیا بھی ہے کچھ عجیب، ہنسنا بھی ستم

افسوس ہے اے غریب انساں افسوس!

(۹۷)

بیٹھا ہے تو سب سے دور و دوا پیس لے لے
اے یار جان اپنے سے دوا پیس لے لے
یہ کام ہے تیرا سوچ جان سے ہے کائنات
مکین ہیں تعلیم سے تو دوا پیس لے لے

---

(۹۸)

کیا جانیے چہرہ زرد ہوتا کیوں ہے
دل رنج و الم سے سرد ہوتا کیوں ہے
افسوس کہ انسان ہی نہیں ہے ہمدم
کانٹا چبھے سے درد ہوتا کیوں ہے

(۸۵)

شیطاں ہے پیدا وہ دکھا کرتا شیطاں
دیں سے اپنی تیار کرتا شیطاں
انساں کا خاتمہ ہے جو بتاں آگاہ
اس بے یہ بہتر ہے از کرتا شیطاں

---

(۸۶)

افسوس کہ حق و واقف منزل نہ ہوا
ناقص ہی رہا ہمیشہ، کامل نہ ہوا
نادان پیدا ہوا تھا، نادان ہی رہا
انساں کو جو منصب تھا حاصل نہ ہوا

(٩٥)

عاصی نے تجلیات سے تعبیر کیا
عالم نے تشابہات سے تعبیر کیا
اس ارض و سما کو ذرے سے گوہر
عارف نے قطرات سے تعبیر کیا

(٩٦)

جی بھر کے بیاں کوئی نظارا نہ ہوا
صدیوں کے سفر کا بھی یارا نہ ہوا
انساں کا کسی حال میں بھی ہوش نہ تھا
صد حیف کہ ار مستثنیٰ سے گوارا نہ ہوا

(۸۱)

تقدیر کے دائرے میں جو آنا تھا آیا
تہ پائے مشیت نے چھپانا تھا چھپایا
واقف نہیں پامال گل سے کلیاں لیکن
پھولیں جو گراں تو بہت کے آنا تھا آیا

(۸۲)

اپنی ہی گرفت میں خود انسان ہے آج
کل صاحب تدبیر تھا حیران ہے آج
جو وقت کے اقتضا سے تھی کل اک بیم
وہ بیم کے ارتقا سے ایمان ہے آج

(۱۰۴)

پھیکی ناری ہیں بناؤ سے کھنچا ہوئیں ہیں
دھوکے کی ہوا میں سانس لیتا ہوئیں ہیں
آنکھوں کو تپش سے گرمی دیتا نہیں جن کی
پیچھے جو دو گز قبر سے دنیا ہوئیں ہیں

(۱۰۵)

کیا دولت کی یہی شان ہے [illegible]
بیٹے سے اتفاق میں بیٹا ہے سیاہ
کیا جنبش سے پیالے کی کدورت ہے تو حق کا
احساس تو اب ہے اور اظہار گناہ

(۹۱)

جب فکر نے راہ پہ لگایا مجھ کو
حکمت نے عجب آئینہ دکھایا مجھ کو
ذرات سے لے کے تا بہ اجسام و اثیر
جز اپنے کوئی نظر نہ آیا مجھ کو

(۹۲)

کہنے کو تو ایک بات کہہ جاتا ہوں میں
پانسو حسابات کہہ جاتا ہوں میں
جب میری زبان سے نہیں نکلتا ہے تیر
اس پر یہ نہیں کہ کیا بات کہہ جاتا ہوں میں

(۴۳)

شہد سم ہے دوا بنتی ہے عقلِ انساں
تیزاب ہے کاٹتی ہے عقلِ انساں
تحقیق کی نشتر ہے عیب آزما یہ
ہر کام پہ بنتی ہے عقلِ انساں

(۴۴)

ہر نطق پہ پیدا ایک گفتگو جاری ہے
ہر کان پہ ایک آبجو جاری ہے
حیوان و نباتات و جماد و انساں
ہر نفس میں ایک ہی آبجو جاری ہے

(۸۹)

انساں پہ ہے کس درجہ خرافات کا بار
دن کا ہے کبھی وزن، ہے کبھی رات کا بار
پیدا ہوتے ہیں کیسے عجیب انداز مزاج
عقلوں پہ ہے صدیوں کے روایات کا بار

---

(۹۰)

ہر دل ہے چراغِ زیرِ داماں افسوس
ہر سانس ہے اک طرفہ طوفاں افسوس
دنیا بھی ہے کچھ عجیب، ہنسنا بھی ستم
افسوس ہے اے عزیز انساں افسوس!

(۶۹)

انساں کو فرشتہ نہ حیواں کرتے
بہتر کو صحرا و بیاباں کرتے
واں کہ فرشتوں سے بڑھ کے تھی ہے
بیجا ہے کہ اس کو شیطاں کرتے

(۷۰)

جو نیکیاں انتساب ہو چکی ہیں
کل روح کے اکتساب ہو چکی ہیں
انسان کے سینے میں ہیں ترے ہمراہ
سچ ہے یہی باب باب ہو چکی ہیں

(۱۷)

جو پاس کو وقف صدمہ شرارت کردیں
اخلاق کی کچھ عجیب حالت کردیں
منفعل کرا امیروں کے گناہ نے ہیں گناہ
دولت آنکھیں دیدہ و دانستہ قیامت کردیں

(۱۸)

تعریف نہ کر رفیق جب الٰہی امیری
پامال بلیت ہے زندگانی میری
یہ کچھ نہیں شرافت جو نظر آتی ہے
دنیا وہ ہے اس کی ناتوانی میری

(۶۵)

ہر صاحبِ جوہر کو صلیب و سرِ دار
فطرت کو زبونوں سے گلہ زبوں پہ کردار
افلاس کی کھینچیا ہے ایمان کی دیوار
ہیبت میں مثل بیخودی کا کردار

(۶۶)

ہاں تیغ ہے گر ایک حق کا سلطان ہے تیغ
انسان ہے جب تک نہیں وہ انسان ہے تیغ
لیکن ترے جتن کی کوئی عمر نہیں
عصیاں سے بچو جو کہ نادان ہے تیغ

(٦٥)

ہر صاحبِ جوہر کو جہاں سے سر کر دے

فطرت کو وزیروں سے زبوں تر کر دے

افلاس کہ کھٹیا ہے ایماں کی ہوا

کمبخت مفلس بہتوں کو کافر کر دے

(٦٦)

ہاں سچ ہے کہ اقلیمِ حق کا سلطان ہے تو شیخ

انساں جو ہے کہتے ہیں وہ انساں ہے تو شیخ

لیکن ترے حسنِ ظن کو یہ عصیاں نہیں

عصیاں سے مگر ہیں کہ نادان ہے تو شیخ

(۱۶)

آو کا مرہم ہے دل اور اس کے ہوتے ہیں ایک

سب طرح جتنی بھی ہیں سب ہوتے ہیں ایک

افسوس ہے کہ اسلام سے ہیں ایک ہی آل

کاش ان کا ایمان بھی ہوتے ہیں ایک

(۱۷)

کافران نہیں ہے کوئی فطرت سے سوا

دنیا نہیں کچھ بجز ظلمات سے سوا

ثابت حاصل کرے اور امید سے الٰہی بیا

تیغ و تیر نہیں ہے کوئی طاقت سے سوا

(۳۶)

احقر نہیں کوئی ناتواں سے بڑھکر
ابتر نہیں کوئی ناتواں سے بڑھکر
ازروئے شریعت خدا کے کم و بیش
کافر نہیں کوئی ناتواں سے بڑھکر

(۳۷)

ہر صبح ہے شام بے نوا کے آگے
ہر نغمہ ہے فریاد گدا کے آگے
مفلس کا وہی حال ہے بنیاں کے حضور
مشرک کی جو حالت ہے خدا کے آگے

(۲۵)

اس دنیا میں بتا و دینہ تماشا ہے

بائیں زردی سے گوشت کے تماشا ہے

بس زندہ ہوں اپنا ایمان ثابت ہے سب طفیل

جیتیں ہیں ہے فنا پابندہ کرم نا باقی ہے

(۲۶)

ایسا نہیں پیدا ہوسن اتفاق انساں کوئی

ہووے جس تے ہزار و گزیدہ انساں کوئی

انسان دنیا سے در حقیقت ہے جس کا

بہتر ان کو کہتا ہو تو شیطاں کوئی

(۱۱)

آرام سے دل دار سے بوسے تو ہیں اپنے ہی
سب طرح حقیقی بوسے سے بوسے تو ہیں اپنے ہی
افسوس کہ اسلام سے سے باقی ہوا
کافر ان ایمان بھی بوسے تو ہیں اپنے ہی

---

(۱۲)

کافر نہیں سچ کوئی فطرت سے سوا
دنیا نہیں کچھ نمود و طاقت سے سوا
قیمت حاصل کرے اور سے امن کیا
تسبیح نہیں سے کوئی دولت سے سوا

(۵۲)

بیکسی عصمت کی پشیماں کیوں ہے
وابستۂ اصطلاح عصیاں کیوں ہے
ممکن نہیں انساں سے تنزیہ کمال
پھر فعلِ عبادت سے پشیماں کیوں ہے

(۵۳)

پالا کسی روحانیت سے سمجھا یہی راز
آغاز انجام ہے تو انجام آغاز
دنیا ہے زمانہ ہے ابد کی ہے گھڑی
دل سے آتی ہے یقینوں کی آواز

(۵۹)

اِن فکروں میں کس عمر سے ہوں بے خور و خواب

کس طرح معطل ہوں رسوم و آداب

رکھی تو ہے وضع راست گوئی لیکن

یاراستی کی رکھیں کس آس سے کو احباب

(۶۰)

یا رب آئی کا لوح، آئینہ مضمون نہ کیا

صدیوں سے لئے ایک ہی معیون نہ کیا

ہر آن بدلتے والے انسان سے لیتے

پھر نہ بدلنے والا قانون نہ کیا

(۴۹)

دنیا میں ہیں سب پچھتانے والے
آتے ہی رہیں گے روز جانے والے
عرفان حیات ہو تو پچھتا کر سیکھو
اے تشنۂ عشق کے پچھتانے والے

(۵۰)

افسوس ہے اے جی کے ترسانے والو
پیاسا نہیں ہیں سونے کا کھانے والو
غم صدق تیرا ہے پیاس سے تشنہ جاتا ہے
پیالہ ہوا سے انکا پیاسے والو

(۴۷)

اِس دم میں بیٹا و بیٹا ناپا ہے
پانی زندگی کے موج کی ناپا ہے
بس زندہ ہوں اپنے سانسوں ان تینوں کے طفیل
جینے میں ہے فائدہ کم ناپا ہے

(۴۸)

ایسا نہیں جو ہمسا فقط انسان کہوں
ہو جس سے نہ بیزار و گریزاں کہوں
انسان وہی ہے کہ حقیقت ہی جس کی
حیوان کہوں گر نا ہو تو شیطان کہوں

(۱۵)

چو شمع شمس رخ پہ پروانہ ہو تن جان ہے
بازار عشق میں سر بازار فنا ہوتی جان ہے
جیتے جی مرنا پس مرگ حقیقت میں جی
بیدار ہو کر اٹھ زندہ ہوتی جان ہے

(۱۶)

صد سال ہجر میں جانا ہے اک لحظہ خیال آ
صبح کو سب آ کے دیدار
کیونکہ ہو تن دوری جانب جی
بس ساتھ میں ہے اک صبح سوار

(۵۵)

جلوے معدوم ہیں، نگاہیں لاکھوں
گردن مفقود، اور بانہیں لاکھوں
بیہودہ ہے کاروانِ فکرِ انساں
منزل عنقا ہے، اور راہیں لاکھوں

(۵۶)

ہستی میں یہاں بیاں ہے حیّ و قیوم نہیں
معدوم ہے اس طرح کہ معدوم نہیں
پیدا ہیں یہ ایک قوّتِ اعلیٰ ظہور
اس کے اوصاف کیا ہیں، معلوم نہیں

(۱۱)

بس کہ دو بیک سبک نغزش سرگرانی نہ رہا

کیا اٹھا ہے کہ ... بس پاسبانی نہ رہا

سبھا جب حیات کو انگیختی سی ہو رت

جب بیعت عطا ابنوں آنوانی نہ رہا

(۱۲)

قوت حس کار و فن پیش کار انکلا وہ بھی

بے غیرت انجمن بیبار انکلا وہ بھی

انسان کے ارادے کیا ہے جب تحمیل

نوع کا انتظام انکلا وہ بھی

(۵۳)

کیفیتِ بیکسی عصمت ہے کہ پشیماں کیوں ہے
وابستہ اصطلاحِ عصیاں کیوں ہے
مسکن نہیں کہ اساس تشبیب کے عنواں
فعلِ عبادت ہے کہ ایماں کیوں ہے

---

(۵۴)

بارِ الم کشِ حیات سے سینہ پہلو میں راز
آغاز انجام ہے تو انجام ہے آغاز
پنہاں ہے زمانہ میں ایک کمی سی کمی
دل سے آتی ہے تمہیں ان کی آواز

(٣٧)

انسان اولان اوزکه سیاسی اوقور

ایشیدسن اولاز بسیانی اوقور

سهکورسن کورسن بنابیعنی اوزکه کوکنا

سیا اوردو قلیسی اکی اوقودی

(٣٨)

نوشک کاغذی اکر بولور بولسه بولیش

باغلار ایشیدن بولور بولسه اوقوبولیش

قیشلار قیشلار

بکجه بیلور بیلور بیلور بیلور

(۵۱)

ہر بات پہ ہستی مرا اتراتا کیوں ہے؟

جینے کے لیے بنا ہے، مرتا کیوں ہے؟

توبین سے ساتھ کھیل اے طفل حیات

توبین تو دوا سے کھیل سے ڈرتا کیوں ہے

(۵۲)

تھا سر کوئی، نہ کوئی بڑھ کے نکلا

درویش ذلیل نہ شاہ پیر نکلا

دنیا کے غم و فکر سے آزاد جب وقت

میزان میں ہر ... برابر نکلا

(۳۳)

[illegible] میں کہاں [illegible] نہیں

[illegible] میں [illegible] نہیں

عشق [illegible] جہاں اور سب دیار [illegible]

[illegible] میں کہاں [illegible] نہیں

وہاں عشق کا [illegible]

(۳۴)

ہوا ہے [illegible] عرض [illegible] کے لیے

[illegible] ملا [illegible] کے لیے

افسوس کہ [illegible] چراغ

[illegible] تفصیل [illegible] کے لیے

طاقت [illegible]

(۴۹)

دنیا میں ہیں سب چتا را آنے والے
آتے ہی رہیں گے روز جانے والے
عرفان حیات سے ہو ہشیار اگر سمجھو
اے تشنہ لبی عشق ہم پیچ میکدہ بنانے والے

(۵۰)

افسوس ہے اے جی کے گنوانے والو
ہر سانس میں سو فتنے ہیں اٹھانے والو
غم مفت کیوں سر پہ ہے تمہیں جانا ہے
پیالہ ہوا اے اشک بہانے والو

(۲۹)

بے قید ثبت نامہ کی سر بر جبین
صرف آشنا ہوا ہے یہ میری کاوشیں
نام اپنے گل کا نقش ہوں سے اپنے دل یقین
اطفال تیرے لعبتی بیس کیا ان کی جبین

(۳۰)

کھلتے ہیں جلووں سے کی طالب میں بیتاب
پھر حسن کے جلوؤں سے ہے ابتر خواب
ایمان ان و قرآن پہ دل سے قربان
باد صبا میں ملک ہے بند انجمن دنیا

(۳۵)

شانہ نشیں دلبری سے مجھے کر اچھو

لیلائے چمن عشق سے مجھے کر اچھو

لو عشق سے اگر فرقت ہے ہوتی ہی ادا برہ گداز

پتیا سے پتے جھڑ بتی سے مجھے کر اچھو

اے میں دو الطاف گر وہا بہ جشا بود لشترط

---

(۳۶)

جب جوش طلب سے دل نکل جاتا ہے

سانچے میں طرب کے ادا و ڈھل جاتا ہے

گلشن میں عیش کا جب ادا نظر ہے

اتنا ہے پیتے میں بدل جاتا ہے

(۲۵)

تماشہ ہے دلبری سے کہ عجب ہے کہ اُٹھو

لیلا ہے عشق سے کہ عجب ہے کہ اُٹھو

عشق ہے کہ آفت ہستی کی ہے پروانہ

لو ہے شمع سے جو تیری سے کہ عجب ہے کہ اُٹھو

[illegible]

(۲۶)

دیب جو طالب ہے دل بنگال جاتا ہے

سانچے میں طرب کے تار و قصل جاتا ہے

کسی یا میں عشق کا جب اٹھا تطرب

آتش ہے جسم میں بدل جاتا ہے

(۲۱)

کیا بات ہوئی کہ دریا ہے نادان؟

کیوں تشت میں جان کھو رہا ہے نادان

بالا ہے کہ گشت ہے زبانِ گرفت

یہ ختم ہے کہ ملاق ہو رہا ہے نادان

(۲۲)

سرد آب سے کھیل کر ابھرنے والا

منبع تجلی سے نور لانے والا

اس ارض کا تختہ نظارفت ہوا فیصل

فردوس میں اسے آشنا کرنے والا

(۴۳)

جب عقل ہی بیکس ہو تو نیت کیسی
جب حاکم ہی مشیت ہو تو شرارت کیسی
ماحول و وراثت پہ ہے مبنی ہر فعل
فاعل پہ تو پس کسی کا یہ اعتراض کیسی؟

(۴۴)

ایمان ہے آہ و چشمِ تر ہی یا رب
دانش و عقل ہے الم آرا ہی یا رب
اے شہر کے عیش میں مگن رہنے والو
دیہات ہے الم نصیب غم آرا ہی یا رب

(۱۷)

اے خدا ہیں حق شناس و راسخ عالمِ دیں

حضرت کا مقام ہے فقط حق سے عیاں ہیں

انساں ابھی چل رہا ہے الجھنوں الجھنوں

اور آپ کو ہے قرب قیامت کا یقیں!!

اتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله (حدیث)

---

(۱۸)

انصاف، اپنوں کی چاہ دینے والے

حسن ان کو، بھی نگاہ دینے والے

سب تشنہ ہے جس میں رنگا رنگ قریے

دل کو بھی سکوں نالہ دینے والے

(۱۳)

کیا بات ہوئی کہ رو رہا ہے ناداں؟
کیوں مفت میں جان کھو رہا ہے ناداں
بالاں ہے کہ گردش ہے زمانے کی گرفت
پنچہ ہے نبات بو رہا ہے ناداں

(۱۴)

گرداب ہے کھیل کر ابھرنے والے
منبع تجھ ہے اسے نہ ڈرنے والے
اس ارض کا تحفظ فقط ہو قبول
فردوس میں اسے گناہ کرنے والے

(۱۳)

آزاد ہو بیرو وجن ایشیا ومانی ہے جاہی
بیتاب بس ہو تو قلب بکامرانی ہے جاہی
کچھ بھی ہو جو اتن و قلب و بیخبر بیش غم
مسرور بجائے زندگانی ہے جاہی

(۱۴)

دنیا سے فقط رنج بڑھانے کے لئے
کیفیت بحالی سے اٹھانے کے لئے
لازم ہے کہ دردِ دل بھی تو ہو منفسع کی طرح
جیسے نج پہ تنا سے ہے الانے کے لئے

(۱۹)
جو دعویٰ ارتقا کو پانا میں نے
ہر گوشۂ کائنات چھانا میں نے
سب جان چکا تو اسے صرف دیسا را
ہیں کچھ نہیں جانا یہ جانا میں نے

(۲۰)
ظلمت کا سراغ جب لگایا میں نے
جب سلسلۂ نور بڑھایا میں نے
باقی نہ رہا علم کا جب کوئی سلوک
تب جا کے مقام جہل پایا میں نے

(۹)

دل ہوتا ہے جو ویرانہ سا لگتا ہے

رونق میں بھی اک آہ سا لگتا ہے

اس دور نے کہیں تو دوری نہ بن جائے قرار

رونق میں ہم کو سناٹا سا لگتا ہے

---

(۱۰)

پامال غم ہر انسان ہوا جاتا ہے

بیچارہ پریشان ہوا جاتا ہے

گھٹتا ہے تو آتا ہے نظر شیشوں کا جمود

بڑھتا ہے تو شیطان ہوا جاتا ہے

(۱۷)

اے زاہدِ حق شناس و اے عالمِ دیں
حضرت کا مقام ہے فقط خلدِ بریں[1]
انسان ابھی چل رہا ہے گھٹنوں گھٹنوں
اور آپ کو ہے قربِ قیامت کا یقیں!!

[1] اکثر اہل جنت ابلہ ہوں گے۔ (حدیث)

(۱۸)

انصاف! بتوں کی چاہ دینے والے
حسن ان کو مجھے نگاہ دینے والے
کس منہ سے مجھے حشر میں دیگا تو سزا
دل کو مرے ہوسِ گناہ دینے والے

(۵)

اٹھے گا فلک نقاب تیرے آگے
کھل جائے گی ہر کتاب تیرے آگے
ہو جائے گا جب عارف ہر ذرۂ خاک
بن جائے گا آفتاب تیرے آگے

۶

آزادیٔ فکر و دین حکمت ہے گناہ
دانا کے لئے نہیں کوئی جائے پناہ
ایں اثر و تہذیب ہے فرنگیت تیغ
پہلے ہے سبب وفاقون، عیسا اور پاپیادہ

(۱۵)

پھولوں کی اگر ہوس ہے خاروں کو بھی دیکھ
عشرت کی ہے دھن تو سوگواروں کو بھی دیکھ
تعمیر حیات ہے اگر پیش نظر
بیکس بھی یتیم بیوہ ہزاروں کو دیکھ

(۱۶)

باقی ہیں آج تک فسانے لاکھوں
لب تشنۂ ساز ہیں ترانے لاکھوں
انسان کا دل اگر ہو اے بندہ پاس
مضمر ہیں ابھی فطرت کے خزانے لاکھوں

(۱)

سرمستی کی ستم کا ستمگار گردوں کا ستم

سرنوشت کا نشیمن ہے یار گردوں کا ستم

اک حسن کا پری زاد جہاں سے کاش ہی فتن

الٹ سے ہی دو چار گردوں کا ستم

(۲)

سر و چمن باغ نظر آیاں مست بود

دو چیز کی وحشت سے ہو وائیں کا جمود

آنکھ سے ہو ایں دماغ گم نہ بود علم یقیں

اوراں بایں عقل ضعیف و سرود

(۱۳)

آزاد ہو روح شادمانی سے بھی
بیتابی شب ہو طلب کامرانی سے بھی
کچھ بھی ہو احتراز قالب و نشین عمر
محروم نہ ہو زندگانی سے بھی

(۱۴)

دنیا سے فقط رنج ہی پانے کے لئے
کمبخت جوانی ہے ستانے کے لئے
لازم ہے کہ دو دن بھی تو ہنس کے کھیلیں
جب جیتے ہیں ہنسنا ہے رلانے کے لئے

حقائق

تا بود دلم، ز علم محروم نہ شد
کم بود ز اسرار کہ مفہوم نہ شد
اکنوں کہ ہمی بنگرم از روئے خرد
معلوم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد

(خیّام)

(۱۱)

طوفان سے عفریت کو بے تاب کر دے
اس برقِ جہاں سوز کو بے حس کر دے
ہنگامہ بپا ہے یہ عالم ہے اے معبود!
مسموم ہے جہاں اتنوں کو وا بیکر دے

(۱۲)

دنیا ہے یہ شیخ ابراہیم کی دیرِ عبید
یہ سینۂ تیغ ہیں ہی قالبِ توحید
کھل جائے اگر اسکا کل ظلمت کی گرہ
ابھرے گی یہیں سے ہزاروں خورشید

(۹)

دل ہوتا ہے رُوبراہ گاہے گاہے
رو لیتے ہیں بھر کے آہ گاہے گاہے
اس ڈر سے کہیں خودی نہ بن جائے "خدا"
کر لیتے ہیں ہم گناہ گاہے گاہے

(۱۰)

پامالِ غم انسان ہوجاتا ہے
بیچارہ پریشان ہوجاتا ہے
گھٹتا ہے تو آتا ہے فرشتوں کا جمود
بڑھتا ہے تو شیطان ہوجاتا ہے

جنون و حکمت

(رباعیات)

"در کفے جامِ جنون، در کفے سندانِ عقل"
"ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن"

از جوشؔ ملیح آبادی

کلیم بک ڈپو، دریا گنج، دہلی

سنہ ۱۹۳۷ء

(محبوب المطابع برقی پریس دہلی)

